ماہنامہ
# دخترانِ اسلام
لاہور
نومبر 2015ء

## سیرتِ طیبہ اُمّ المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

## اسلامی دستورِ حیات۔ صبر و تحمل اور برداشت

شاعرِ مشرق مفکرِ پاکستان
## علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ

## منہاج القرآن ویمن لیگ کی تنظیمی ورکشاپ

## منہاج القرآن ویمن لیگ کی مرکزی قیادت کے تنظیمی دورہ جات

## منہاج کالج برائے خواتین کی سال اوّل کی طالبات کا مرکزی سیکرٹریٹ میں وزٹ

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ

# دخترانِ اسلام

لاہور

جلد: 22 شمارہ: 11 مُحَرَّم/ صَفَر ۱۴۳۷ھ / نومبر 2015ء



زیرِ سرپرستی

**بیگم رفعت جبین قادری**

چیف ایڈیٹر

**قرۃ العین فاطمہ**

مجلس مشاورت

صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی

خرم نواز گنڈاپور

ڈاکٹر رحیق احمد عباسی

شیخ زاہد فیاض

جی ایم ملک

منظور حسین قادری

سرفراز احمد خان

غلام مرتضیٰ علوی

قاضی فیض الاسلام

فرح ناز

ایڈیٹوریل بورڈ

رافعہ علی

عائشہ شبیر

سعدیہ نصر اللہ

راضیہ نوید

مینجنگ ایڈیٹر

صاحبزادہ محمد حسین آزاد

اسسٹنٹ ایڈیٹرز

نازیہ عبدالستار

ملکہ صبا

ناشر

علامہ محمد معراج الاسلام

کمپیوٹر آپریٹر

محمد اشفاق انجم

ٹائیٹل ڈیزائنر

عبدالسلام

فوٹوگرافی

محمود الاسلام قاضی

کتابت

محمد اکرم قادری


## فہرس


| | | |
|---|---|---|
| اداریہ۔۔جس عہد میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی | | 7 |
| فروغِ امن وانسدادِ دہشت گردی کا اسلامی نصاب | ڈاکٹر محمد طاہر القادری | 9 |
| شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا شہر اعتکاف میں خصوصی خطاب | علامہ محمد حسین آزاد | 13 |
| سیرتِ طیبہ ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہؓ | نواز رومانی | 20 |
| سیدہ زینبؓ کا انقلابی کردار | گلشن ارشاد | 27 |
| قرآن کے بارے میں بنیادی تصورات | ڈاکٹر ابوالحسن الازہری | 31 |
| صبر وتحمل اور برداشت | محمد احمد طاہر | 36 |
| شاعر مشرق مفکر پاکستان علامہ محمد اقبالؒ | محمد علی عثمان | 41 |
| بچوں کا عالمی دن | فریال احمد | 49 |
| وظائف محمدیہ | | 53 |
| گلدستہ | نازیہ عبدالستار | 54 |
| تحریک منہاج القرآن اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں | | 56 |



ترسیلِ زر کا پتہ: منی آرڈر/ چیک/ ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

بدلِ اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ: 15 ڈالر مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

قیمت فی شمارہ -/25 روپے

سالانہ خریداری -/250 روپے



رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-5168184

Visit us on: www.minhajsisters.com E-mail:sisters@minhaj.org

## فرمان الٰہی

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ○ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ○ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ (النمل، ۲۷: ۱۶ تا ۱۸)

’’اور سلیمان (علیہ السلام)، داؤد (علیہ السلام) کے جانشین ہوئے اور انہوں نے کہا: اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی (بھی) سکھائی گئی ہے اور ہمیں ہر چیز عطا کی گئی ہے۔ بے شک یہ (اللہ کا) واضح فضل ہے۔ اور سلیمان (علیہ السلام) کے لیے ان کے لشکر جنوں اور انسانوں اور پرندوں (کی تمام جنسوں) میں سے جمع کیے گئے تھے، چنانچہ وہ بغرضِ نظم و تربیت (ان کی خدمت میں) روکے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ (لشکر) چیونٹیوں کے میدان پر پہنچے تو ایک چیونٹی کہنے لگی: اے چیونٹیو! اپنی رہائش گاہوں میں داخل ہو جاؤ کہیں سلیمان (علیہ السلام) اور ان کے لشکر تمہیں کچل نہ دیں اس حال میں کہ انہیں خبر بھی نہ ہو‘‘۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

## فرمان نبوی ﷺ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ، ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا، ثُمَّ آمُرَ رَجُلاً فَيَؤُمَّ النَّاسَ، ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَو يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ: أَنَّهُ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا، أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ، لَشَهِدَ الْعِشَاءَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهَذَا اللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ.

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کا حکم دوں تو اس کے لئے اذان کہی جائے۔ پھر ایک آدمی کو حکم دوں کہ لوگوں کی امامت کرے پھر ایسے لوگوں کی طرف نکل جاؤں (جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے) اور ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر ان میں سے کوئی جانتا کہ اسے گوشت پر ہڈی یا دو عمدہ کھریاں (پائے) ملیں گی تو ضرور نماز عشاء میں شامل ہوتا‘‘۔

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص ۲۱۰)

# حمد باری تعالیٰ

مصیبتوں کا ہے جو مجھ پہ دور، کس سے کہوں
ترے سوا مرے مالک! اور میں اور کس سے کہوں

میں کس کے سامنے دستِ سوال پھیلاؤں
تو ہی بتا، ترا در چھوڑ کر کدھر جاؤں

گناہ کرکے امید کرم پہ آیا ہوں
ترے حضورؐ میں روئے سیاہ لایا ہوں

خطا پہ کیوں مجھے حکم جحیم ہے یارب!
ترا تو نام غفور الرحیم ہے یارب!

الٰہی! دامن احمؔد مراد سے بھر دے
ترے حبیبؐ کا ہم نام ہے، کرم کردے

(احمد سہارنپوری)

# نعت رسول مقبول ﷺ

شہہ بحرو بر کا کرم چاہتا ہوں
یہ سر اور ان کا قدم چاہتا ہوں

مری چشم پوشی غریبوں کے والی
تری نسبتوں سے بھرم چاہتا ہوں

مرا کاسۂ آرزو آج بھر دے
کہ میں دولت چشم نم چاہتا ہوں

ہو وردِ زباں آپؐ کا نام نامی
وظیفہ یہی دم بدم چاہتا ہوں

ازل سے ہوں میں خانہ زادِ محمدؐ
کفن پہ بس اتنا رقم چاہتا ہوں

فقط کوچۂ یار قسمت میں لکھ دے
نہ میں اور کوئی اِرم چاہتا ہوں

ٹھہرتی نہیں ہے ذرا بھی طبیعت
میں تھوڑی سی خاکِ حرم چاہتا ہوں

رہے قطبؔ کی لاج بھی میرے آقاؐ
یہی تجھ سے تیری قسم چاہتا ہوں

(خواجہ غلام قطب الدین فریدی)

# جس عہد میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی

ہم اکیسویں صدی میں داخل ہو چکے ہیں اور ہم سب یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ 64 سال ہم نے کس حال میں گزارے ہیں بلکہ پوری دنیا اس سے آگاہ ہے کہ ہم کس طرح زندگی گزار رہے ہیں۔آخر کیا وجہ ہے کہ ہم آگے بڑھنے کی بجائے ترقی معکوس کی طرف سفر کر رہے ہیں اور آج ہمارا ملک اور قوم منظم نہیں۔افسوس آج ہم 70 بلین ڈالر کے مقروض ہیں۔ یہ وہ رقم ہے جو ہم نے مختلف ممالک، عالمی مالیاتی اداروں اور عالمی بنک سے سود پر حاصل کی ہے اور انتہائی تشویشناک بات یہ بھی ہے کہ اس کی ادائیگی کی صورت نظر نہیں آتی اور ہم اپنے وجود کو برقرار رکھنے کے لئے مزید سود پر قرض لیتے جا رہے ہیں۔ ہمیں اس کاسئہ گدائی کو توڑنا ہوگا اور قرضوں کی بجائے قومی خود انحصاری کی پالیسی پر گامزن ہونا ہوگا۔ بقول اقبال

؎ خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی ۔۔۔۔ نہ ہو آپ خیال جسے اپنی حالت کے بدلنے کا

موجودہ حالات میں ہم اقبال کے خواب کو تعبیر کیونکر دے سکتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں جائزہ لینا ہوگا کہ کسی بھی ملک وقوم کی ترقی تین ستونوں پہ کھڑی ہوتی ہے۔تعلیم، معیشت اور دفاعی خود کفالت۔اگر ہم پاکستان کا جائزہ لیں تو کل آبادی۔18 کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ افرادی قوت 60،97 ملین ہے۔ جبکہ وسائل کی تعداد ۶ بلین اگر فوج کا جائزہ لیں تو فوج کی کل تعداد 12 لاکھ 50 ھزار اور آٹھ سو ہے۔افرادی قوت 60،97 ملین ہے۔اگر ہتھیاروں کا جائزہ لیں 328 لڑاکا طیارے ،3500 ٹینک ،۹ آبدوزیں، ۸ بحری جہاز ،10 میزائل حنف اول و دوئم ، غزنوی اول و دوئم ، شاہین اول دوئم غوری اول دوئم، سوئم ، بابر اور رعد شامل ہیں۔

اب سوچیں کہ ہمارے پاس کیا کمی ھے اگر ہم خود اپنے ملک سے معاشرتی کمزوریاں اور برائیاں جنہوں نے ھماری بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا ہے پنپنے نہ دیں تو ممکن ہے کہ ہم سپر پاور کی صف میں کھڑے ہو جائیں ورنہ تباہی ہمارا مقدر ہوگی۔

اگر ہم اپنے ملک کی سالمیت کے تقاضے کو سامنے رکھیں تو سب سے پہلا قدم ملک سے کرپشن کا خاتمہ ہے۔مگر افسوس کا مقام یہ ھے کہ اس کی جڑیں بہت گہری ہیں۔درحقیقت نظام کی کلی اور جزوی تبدیلی ہمارا مسئلہ نہیں نظام تو پہلے سے ہی بلدیاتی اداروں کی صورت میں نچلی سطح اور صوبائی ، مرکزی سیاسی اداروں کی شکل میں

موجود ہے۔ اصل مسئلہ تو سیاسی نظام سے بیوروکریٹ اور مفاد پرست مراعات یافتہ طبقے کو باہر نکال کے پھینکنے کا ہے اور اس فرسودہ بیہودہ کرپٹ نظام انتخاب و سیاست کو بدلنا ہے جس کا نعرہ پاکستان عوامی تحریک کے پلیٹ فارم سے قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے لگایا تھا اور سیاست نہیں ریاست بچاؤ کے نعرے کو ایک تحریک بنا دیا تھا اور قائداعظم کے اصل پاکستان کی تکمیل اور علامہ اقبال کے خواب کی تعبیر کے لئے بھرپور عملی سعی و کاوش کی تھی مگر نادیدہ قوتیں اور حکومت وقت اور اپوزیشن کی ملی بھگت سے اس ظالمانہ نظام کو بچانے کی حتی المقدور کوشش کی گئی اور کی جارہی ہے اور وہ اب بھی اس انقلاب اور تبدیلی سے خائف ہے جو امت کا مقدر ہے اور اپنے وقت پر آکر رہے گا۔ حکومت وقت کو اپنے فرائض منصبی کو پہچاننا ہوگا اور تخریبی سیاست کی بجائے تعمیری سیاست کو اختیار کرنا ہوگا، جیسے اب حکومت کا فرض ہے کہ وہ سیاسی نظام کو بدعنوانی ، رشوت خوری ، فرقہ واریت اور علاقائی پرستی کے خونی پنجے سے آزاد کرانے کے لئے غوروفکر کے بعد لائحہ عمل مرتب کرے۔ دوسرے نمبر پر میرٹ پہ نوکریاں اور طلباء کے داخلے تعلیمی قابلیت کے مطابق ھوں کیوں کہ نوجوان ھی قوم کے معمار اور اقبال کے شاہین ہیں اور یہ معاشرے کا 70 فیصد ہیں۔ان کی صلاحیتوں کو ابھارنا اور ان کو ان کا جائز حق دینا ہی انصاف اور ملکی ترقی کا تقاضا ہے۔ اقرباء پروری کا خاتمہ، تعلیمی بجٹ میں اضافہ اور سب سے بڑھ کر اپنے ملک کی افرادی قوت کا درست استعمال ملک کو مضبوط بنانے میں مددگار ہوگا۔

؎ جمہوریت اک طرز حکومت ھے کہ جس میں بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کرپٹ اداروں کے ساتھ مکمل طور پہ لڑا جائے۔ ہمارے پیشہ ور ماہرین اور زرعی ماہرین بھی بے تحاشا کماتے ہیں مگر کوئی ٹیکس دینے کو تیار نہیں۔ بیرونی سرمایہ نہ ھونے کے برابر ھے لہذا ملک میں قومی احتساب عمل میں لایا جائے۔

ہم ابتداء میں ہی 70 بلین ڈالر کے مقروض ھیں یہ وہ رقم ہے جو ہم نے مختلف ممالک، عالمی مالیاتی ادارے اور عالمی بینک سے سود پہ حاصل کی ہے۔ مذید تشویش یہ کہ اس کی ادائیگی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی اور ہم اپنا وجود پالنے کے لیئے مذید قرض لینے پہ مجبور ہیں۔اگر ہم واقعی اقبال کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس کاسہ گدائی کو توڑنا ہوگا اور قرضوں کی بجائے قومی خودانحصاری سے اپنے قوت بازو پہ بھروسہ کرنا ھوگا۔

آیئے ہوا کے رخ کو پہچانیں۔ ہمارے ملک میں کسی چیز کی کمی نہیں۔

؎ جس عہد میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی اس عہد کے سلطان سے کوئی بھول ہوئی ہے

قسطِ چہارم

# فروغِ امن اور انسدادِ دہشت گردی کا اسلامی نصاب

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

## (۳) حرابہ اور محاربین کی اصطلاحی تعریف کیا ہے؟

امام ابن ہمامؒ (م ۸۶۱ھ) فرماتے ہیں:

**بأنهم: الخارجون بلا تأويل بمنعة وبلا منعة، يأخذون أموال النّاس، ويقتلونهم ويخيفون الطريق.** (إبن همام، فتح القدير، ٦: ٩٩)

محاربین سے مراد وہ لوگ ہیں جو کسی تاویل کے بغیر طاقت کی بنیاد پر یا اس کے بغیر بغاوت کرنے والے ہیں، جو لوگوں کے مال چھین لیتے ہیں، انہیں قتل کرتے ہیں اور راستوں میں خوف و ہراس پیدا کرتے ہیں۔

## (۴) باغیوں کی علامات کیا ہیں؟

۱۔ ان کا نظریہ یہ ہے کہ ہر گناہ کفر ہے خواہ وہ گناہ کبیرہ ہو یا صغیرہ (اس لیے وہ فاسق حکمرانوں کو کافر سمجھتے ہیں)۔

۲۔ یہ انتہاء پسند لوگ مسلمان حکومت کے خلاف بغاوت کرتے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے اور ان کو قتل کرنے کو جائز سمجھتے ہیں اور ان کے اموال کو اپنی خودساختہ اور جھوٹی تاویل کی وجہ سے حلال قرار دیتے ہیں۔

۳۔ ان کے پاس طاقت اور مسلح قوت ہوتی ہے (جسے وہ اپنے مذموم مقاصد کے لیے کہیں سے بھی اور کسی سے بھی حاصل کرنے میں حرج نہیں سمجھتے)۔

## (۵) مسلح بغاوت کی سنگینی اور سزا کیا ہے؟

### (i) مسلح بغاوت سنگین جرم کیوں؟

### (ii) مسلم اجتماعیت کے خلاف مسلح گروہ بندی پر حضور رسالت مآب ﷺ کی مذمت

### (iii) بغاوت پر اُکسانے والوں کے لیے عذابِ جہنم کی وعید

۱۔ اُمتِ مسلمہ میں فتنہ شر کے آخری زمانوں میں ایسے داعی بھی ہوں گے جن کی دعوت حقیقت میں جنت

کی بجائے جہنم کی طرف لے جانے کا باعث ہوگی۔

۲۔ ایسے لوگوں کی زبان، رنگ، وضع قطع اور چال ڈھال میں بظاہر سیرت النبی ﷺ کی اتباع دکھائی دے گی۔

۳۔ ان کی نشانی اور علامت یہ ہوگی کہ وہ مسلم اجتماعیت اور اکثریت کے خلاف ہوں گے۔

۴۔ وہ مسلم حکومتوں کے خلاف مسلح خروج کریں گے یا ایسے خروج کی دعوت دیں گے۔

۵۔ ان لوگوں کے شر سے کنارہ کشی اور ہیئت اجتماعی سے وابستگی حفاظت ایمانی کی ضمانت ہوگی۔

۶۔ مسلمان حکومت اور ہیئتِ اجتماعی کے خلاف مسلح بغاوت یعنی مسلح دہشت گردی کا راستہ سب کچھ ہوسکتا ہے مگر دینِ اسلام نہیں ہوسکتا۔

۷۔ جو لوگ ان کی دعوت کی پیروی کریں گے جہنم میں جائیں گے۔

(iv) عصبیت پر مبنی نعرہ لگا کر قتل و غارت گری کرنے والوں کے لیے حکم

(v) مسلمانوں کو اِعتقادی اِختلاف کی بنا پر قتل کرنے کی مذمت

۳۰۔ دہشت گردی اور بغاوت کے خلاف اَئمہ اَربعہ اور دیگر اَکابرینِ اُمت کے فتاویٰ کیا ہیں؟

(۱) دہشت گردوں سے قتال پر امام اعظم ابو حنیفہ اور امام طحاوی کا فتویٰ

(۲) دہشت گردوں کے خلاف امام مالک کا فتویٰ

(۳) دہشت گرد باغیوں کے خلاف امام شافعی کا فتویٰ

(۴) مسلح بغاوت کے خلاف امام احمد بن حنبل کا عمل اور فتویٰ

(۵) مسلح بغاوت کے بارے میں امام سفیان ثوری کا فتویٰ

(۶) مسلح بغاوت کے بارے میں امام ماوردی کا فتویٰ

(۷) دہشت گردوں کی سرکوبی واجب ہے: امام سرخسی کا فتویٰ

(۸) دہشت گردوں کو قتل کر دینا چاہیے: امام کاسانی کا فتویٰ

(۹) مسلح بغاوت کے خاتمے تک جنگ جاری رکھی جائے: امام مرغینانی کا فتویٰ

(۱۰) مسلح بغاوت کرنے والے کافر و مرتد ہیں: امام ابن قدامہ کا فتویٰ

(۱۱) باغیوں کے قتل پر صحابہ کا اجماع ہے: امام نووی کا فتویٰ

(۱۲) دہشت گردوں کے خلاف حکومت سے تعاون: فتاویٰ تاتارخانیہ

(۱۳) باغیوں کے خلاف جنگ حکومت پر لازم ہے: امام ابراہیم بن مفلح الحنبلی کا فتویٰ

(۱۴) علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی کا فتویٰ

(۱۵) علامہ جزیری کا فتویٰ

۳۱۔ دہشت گردی کے بارے میں معاصر علماء کے فتاویٰ کیا ہیں؟

(۱) دہشت گرد دورِ حاضر کے خوارج ہیں: ناصر الدین البانی کا فتویٰ

(۲) مسلمانوں کو کافر قرار دینا خوارج کی علامت ہے: شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز کا فتویٰ

(۳) دور حاضر کے دہشت گرد جاہلوں کا ٹولہ ہے: شیخ صالح الفوزان کا فتویٰ

(۴) دہشت گردانہ کارروائیاں جہاد نہیں: مفتی نذیر حسین دہلوی کا فتویٰ

۳۲۔ خوارج اور مرتدین کون ہیں؟

(۱) خوارج کا تعارف

(۲) فتنہ خوارج (قرآن حکیم کی روشنی میں)

۱۔ خوارج اہلِ زیغ (کج رَو) ہیں

۲۔ خوارج سیاہ رُو اور مرتد ہیں

۳۔ خوارج فتنہ پرور اور کینہ ور ہیں

۴۔ خوارج اللہ و رسول ﷺ سے برسر پیکار ہیں اس لیے واجب القتل ہیں

۵۔ خوارج فتنہ پرور اور مستحقِ لعنت ہیں

۶۔ خوارِج حسنِ عمل کے دھوکے میں رہتے ہیں

(۳) فتنہ خوارج کا فکری آغاز عہدِ رسالت مآب ﷺ میں ہوا

(۴) عہدِ عثمانی میں فکرِ خوارج کی عملی تشکیل ہوئی

(۵) عہدِ علوی میں خوارج کی باقاعدہ تحریک کا آغاز ہوا

(۶) خوارج کے عقائد و نظریات

(۷) خوارج کی ذہنی کیفیت اور نفسیات

(۸) خوارج مذہبی جذبات بھڑکا کر کس طرح ذہن سازی کرتے تھے؟

(۹) خوارج کی نمایاں بدعات

۳۳۔ خوارج دہشت گردوں کے بارے میں احکام و فرامینِ رسول ﷺ کیا ہیں؟

(۱) دہشت گرد بظاہر بڑے دین دار نظر آئیں گے

(۲) خوارج کا نعرہ عامۃ الناس کو حق محسوس ہوگا

(۳) خوارج دہشت گردی کے لیے brain washed کم سِن لڑکوں کو استعمال کریں گے

(۴) خوارج کا ظہور مشرق سے ہوگا

(۵) خوارج دجال کے زمانے تک ہمیشہ نکلتے رہیں گے

(۶) خوارج دین سے خارج ہوں گے

(۷) خوارج جہنم کے کتّے ہوں گے

(۸) دہشت گرد خارجی گروہوں کی ظاہری دین داری سے دھوکہ نہ کھایا جائے

(۹) خوارج شرارِ خلق ہیں

۳۴۔ فتنہ خوارج کی مکمل سرکوبی کے بارے میں اَحکام

(۱) خوارج کا کلیتًا خاتمہ واجب ہے

(۲) اَئمہ حدیث کی اہم تصریحات

(۳) خوارج کو قتل کرنے پر اَجر عظیم ہے

(۴) خارجی دہشت گردوں سے جنگ کرنے والے فوجیوں کے لیے اَجر عظیم

۳۵۔ دہشت گرد خارجیوں کی علامات - مجموعی تصویر

## ۳۶۔ کیا عصر حاضر کے دہشت گرد خوارج شمار ہوتے ہیں؟

حضور نبی اکرم ﷺ نے اِس امر کی قطعیت کے ساتھ وضاحت فرما دی ہے کہ ایسے گروہ میں ناپختہ ذہن اور کم عمر لڑکے کثرت سے ہوں گے کیوں کہ ایسے لڑکوں کو آسانی سے ورغلایا جاسکتا ہے اور ان کی ذہن سازی (brain washing) کرکے اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ احادیث مبارکہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ یہ گروہ کسی ایک دور کے ساتھ مختص نہیں ہوگا بلکہ یہ لوگ خروجِ دجال کے زمانے تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ درج ذیل حدیث مبارکہ سے بھی یہی ثابت ہے کہ یہ فرقہ کئی بار ظہور کرے گا:

عصر حاضر کے دہشت گردوں پر خوارج کا اطلاق اجتہادی نہیں، منصوص ہے

۳۷۔ خوارج کی پشت پناہی کرنے والوں کی مذمت

# ایمان، یقین، استقامت اور کارکنانِ تحریک

## شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا شہراعتکاف 2015ء میں خصوصی خطاب

آخری قسط

ترتیب و تدوین: محمد حسین آزاد // معاونت: نازیہ عبدالستار

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے شہر اعتکاف 2015ء منعقدہ جامع مسجد المنہاج میں مشکلات و مصائب میں ثابت قدمی کے حوالے سے قرآن و حدیث کی روشنی میں نہایت پر مغز اور علمی و تحقیقی خطاب فرمایا جو نذرِ قارئین کیا جارہا ہے۔ جو قارئین مکمل خطاب سماعت کرنا چاہیں وہ DVDS-191 استعمال فرمائیں۔ (منجانب ادارہ دختران اسلام)

اللہ رب العزت نے سورہ آل عمران کی آیت نمبر 166 میں پھر فرمایا:

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ. (آل عمران: ۱۶۶)

''اور اُس دن جو تکلیف تمہیں پہنچی جب دونوں لشکر باہم مقابل ہوگئے تھے، سو وہ اللہ کے حکم (ہی) سے تھی اور یہ اس لیے کہ اللہ ایمان والوں کی پہچان کرا دے''۔

اللہ پاک کس طرح بار بار اس بات کو لوگوں میں راسخ کرتا ہے تاکہ کوئی کمی نہ رہ جائے۔ یاد کرو جس دن تمہیں تکلیف پہنچی تھی۔ یہ بار بار آرہا ہے کہ ''اس دن جو تکلیف پہنچی تھی''۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو اس پریشانی سے نکالنا چاہتا ہے کہ بار بار اس طرح ذکر کروں کہ پریشانی نکل جائے اور سمجھو کہ تم جیتے ہو اور فتح یاب ہو اور تمہی غالب ہو۔ اس لئے پھر فرمایا کہ یاد کرو جس دن دو گروہ اور دو لشکر آپس میں لڑے تھے اور گتھم گتھا ہوئے تھے۔ تمہیں جو اس دن تکلیف پہنچی تھی اس پر کبھی پریشان نہ ہوا کرو۔ کیوں باری تعالیٰ؟ تکلیف جو پہنچی تو پریشان تو ہونا ہے۔ فرمایا: ''فباذن اللہ'' چونکہ اللہ کا امر یہی تھا اور وہ تکلیف اللہ کے اذن سے پہنچی تھی۔ کیا تم اللہ کے اذن کو ٹالنے والے ہو؟ ہے کوئی جو اللہ اذن کو منسوخ کرسکے۔ اگر ایسا ہوتا تو کیا امام حسینؓ سر کٹوا کر نیزے پر چڑھتے؟ کبھی سوچا کہ جو ذات کٹے ہوئے سر کو جو نیزے پر ہے اور جس کی کرامت کا عالم یہ ہے کہ نیزے پہ کٹا سر قرآن کی تلاوت کررہا ہے۔ اگر وہ چاہتا میں کٹوں ہی نہ تو کوئی کاٹ سکتا تھا اور شہید کرسکتا۔ نہیں تھا۔ لیکن اس کی شان ہے۔ ادھر وہی سر تلوار سے کٹ رہا ہے اور اپنے آپ کو شہید ہونے سے بچاتا نہیں۔ وہی سر کٹ کے نیزے پر

چڑھ کر قرآن سناتا ہے۔ یہ اللہ کی شانیں ہیں۔ مومن اللہ کی ہر شان میں کہتے ہیں ''سبحان اللہ''! یعنی مولا تیرے ہر کام میں حکمت ہے اور تیرے ہر کام میں بہتری ہے۔ بس یہ ایمان ہے یہ سبق سمجھانا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اس دن جب گتھم گتھا ہوگئے تھے دولشکر یاد ہے نا جو تمہیں تکلیف پہنچی تھی''۔ باری تعالیٰ یاد ہے۔ فرمایا: مت غم زدہ ہونا۔ فباذن اللہ۔ وہ اللہ کا اذن تھا۔ اللہ کے اذن پر غم زدہ نہیں ہوتے۔ لہذا ایک تو اللہ کا اذن تھا دوسری یہ کہ اس لئے نقصان پہنچایا تاکہ پرکھا جائے کہ مومن کون ہے یعنی اس سے اللہ اصل مومنوں کی پہچان کرانا چاہتا تھا۔

اس لئے اگلی آیت میں فرمایا: ''ویعلم الذین نافقوا'' پھر وہ بتانا چاہتا ہے کہ یہ مومن ہیں یہ منافق ہیں جو مدمقابل کھڑے ہیں وہ مومن ہیں اور جو چھوڑ کے بھاگ گئے ہیں اور فرار ہوگئے ہیں اور بعد میں طعنہ زنی کرتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں فرمایا: وہ منافق ہیں۔ اس لئے وہ کہتا ہے کہ منافقوں والی سوچ کی طرف نہ جانا۔ اللہ پاک چاہتا ہے کہ ایسی صورتحال بنے کہ انہیں باتیں کرنے کا موقع ملے اور وہ پہچانے جائیں۔ اور اگر مسلمان جیت کے آجاتے اور غزوہ احد میں نقصان نہ ہوتا اور شہادتیں نہ ہوتیں اور صحابہ کرامؓ زخمی نہ ہوتے تو کوئی باتیں کرتا اور نہ طعنہ دیتا۔ پھر انہوں نے بھی آخر میں نعرہ لگانے، مال غنیمت سمیٹنے، جھنڈے اٹھانے اور اچھل کود کرنے آجانا تھا اور لشکر میں شامل ہوجانا تھا اور پتہ نہیں چلنا تھا کہ صف اول کے لڑنے والے کون ہیں؟

یہ اللہ کی تدبیر تھی کہ منافق ننگے ہوں اور مومن نکھر کر سامنے آجائیں۔ فرمایا: منافق وہ لوگ تھے جب ان سے کہا گیا آؤ اللہ کی راہ میں باطل کے خلاف جنگ کرو اور اگر فرنٹ پر نہیں جاسکتے۔ پیچھے رہنا چاہتے ہو تب بھی دشمن کے حملے کا دفاع کرو۔ یہ قرآن کی بولی ہے ایسے لگتا ہے کہ آج ہی اترا ہے۔ آیت نمبر 167 میں فرمایا ''جب ان کو یہ بات کہی گئی تو جواب میں بولے اور صحابہ کرامؓ سے کہنے لگے کہ یہ رسول تمہیں غلط طرف لے جارہا ہے۔ یہ کوئی جنگ ہی نہیں یہ مکہ والوں کا اور مدینہ والوں کا مقابلہ ہی نہیں کیونکہ وہ کئی گنا زیادہ ہیں''۔

اسی طرح جب آقا علیہ السلام احد میں گئے تو ایک گھوڑا تھا جبکہ وہ سینکڑوں گھوڑوں کے ساتھ آئے تھے۔ ان کا تین ہزار کا لشکر تھا اور وہ سب مسلح تھے اور ان کے پاس سینکڑوں گھوڑے تھے جبکہ ادھر بے سروسامانی تھی اور عدد بھی کم تھا۔ آقا علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے: باری تعالیٰ فرشتے بھیج۔ لہذا فرشتے بدر میں تو آئے تھے مگر یہ بھی طے ہے کہ فرشتے احد میں بھی آئے تھے۔ بدر میں لڑنے کے لئے آئے تھے کیونکہ آقا علیہ السلام نے عرض کردیا تھا کہ باری تعالیٰ یہ ہی پونجی ہے۔ اگر یہ لٹ گئی تو پھر تیری عبادت نہیں ہوگی۔ اس کی شان بھی دیکھیں کتنا بے نیاز ہے جواب میں یہ نہیں کہا محبوب کیا کہہ رہے ہو؟ میں اپنی عبادت کروانے کے لئے ان کا محتاج ہوں؟ رب کسی کا محتاج نہیں۔ اس نے بھی اپنے محبوب کی محبت کی لاج رکھی اور فرمایا:

فرشتو! میرے محبوب کہہ رہے ہیں اگر یہ شکست کھا گئے میری عبادت ہی نہیں ہوگی۔ فرشتوں نے عرض کیا باری تعالیٰ ہم تو کھڑے ہیں حکم فرمایا: اب کیا کرنا ہے؟ فرمایا تلواریں لو اور لڑو لہذا غزوہ بدر میں فرشتے لڑے تھے۔ کئی صحابہ کرامؓ پوچھتے تھے آقا! یہ بات سمجھ میں نہیں آئی میں فلاں کافر سے لڑ رہا تھا۔ میں نے تلوار چلائی تلوار میری ابھی ہوا میں تھی کہ کافر کی گردن پہلے کٹ گئی اور تلوار سے ٹکرائی نہیں تو پھر گردن کیسے کٹ گئی؟ آقا علیہ السلام مسکرا پڑے اور فرمایا: ان کو فرشتے مار رہے تھے۔

کئی نادان سمجھتے ہیں کہ آقا علیہ السلام (نعوذ باللہ) ہمارے جیسے تھے حالانکہ کسی بندے کی جرأت ہے کہ ایسی باتیں اللہ سے کر سکے کہ اگر تو چاہتا ہے کہ تیری عبادت نہ ہو تو پھر شکست کا فیصلہ کرو ورنہ ان کو شکست نہ ہونے دینا۔ کیونکہ وہاں بھی غزوہ احد جیسی حالت آگئی تھی حتی کہ غزوہ حنین میں آقا علیہ السلام کو خود کنکریاں اٹھا کر مارنا پڑیں جس سے کفار منتشر ہوگئے۔ لہذا یہاں یہ فرمایا جارہا ہے کہ ان منافقوں نے کہا یہ کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ تمہارا نقصان ہی نقصان ہونا ہے۔ لہذا تم مارے جاؤ گے اور کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ اگر جنگ ہوتی تو ہم ضرور جاتے۔ یہ کوئی جنگ اور مقابلے کا ماحول دکھائی نہیں دیتا یا اسے اللہ کی راہ میں جنگ جانتے کہ حق و باطل کا معرکہ ہے تو ہم ضرور تمہاری پیروی کرتے تو ہم بھی جنگ میں تمہارے ساتھ جاتے۔ یہ کوئی جنگ نہیں ہے۔ ان کی نسبت قرآن کہتا ہے کہ ایسی باتیں کرنے والے مومنوں کا حوصلہ پست کرنے کے لئے ایسا کہتے تھے۔

اَلَّذِيۡنَ قَالُوۡا لِاِخۡوَانِهِمۡ وَقَعَدُوۡا لَوۡ اَطَاعُوۡنَا مَا قُتِلُوۡا. (آل عمران: ۱۶۸)

''(یہ) وہی لوگ ہیں جنھوں نے باوجود اس کے کہ خود (گھروں میں) بیٹھے رہے اپنے بھائیوں کی نسبت کہا کہ اگر وہ ہمارا کہا مانتے تو نہ مارے جاتے''۔

یہ وہی لوگ ہیں جو خود گھروں میں بیٹھے رہے اور باہر نہیں نکلے وہ کہتے کہ اگر ہماری بات مان لیتے اور گھروں میں بیٹھ جاتے اور ہمارے ساتھ اور حضور علیہ السلام کے ساتھ لشکر میں نہ جاتے تو اس طرح نہ مارے جاتے کیونکہ صحابہ کرامؓ شہید بھی ہوئے تھے۔ ان کے اعضاء مبارکہ کاٹ دیئے گئے۔ ان کے سینے چیر دیئے گئے، کلیجے چبائے گئے۔ وحشیانہ عمل کئے گئے۔ یہ سب کچھ ان کی آنکھوں کے سامنے ہو رہا تھا۔ کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا یہ کیا ہوگیا۔ ان کو موقع ملا اور کہتے تھے اگر ہماری بات مان لیتے تو یہ سب کچھ اس طرح نہ ہوتا اور نہ مارے جاتے۔ یہ بات کہہ کر اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

قُلۡ فَادۡرَءُوۡا عَنۡ اَنۡفُسِكُمُ الۡمَوۡتَ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ. (آل عمران: ۱۶۸)

''فرمادیں: تم اپنے آپ کو موت سے بچا لینا، اگر تم سچے ہو''۔

اے میرے محبوب اور اے ایمان والو! ان منافقوں کو جو ایسی باتیں کرتے ہیں جواب دو اچھا اگر تم اتنا ہی موت سے بچانے والے ہو جب تمہاری موت کا وقت آئے تو خود کو بچا کر دیکھنا۔ لہذا ہر بات میں یقین پختہ کیا جارہا ہے کہ جب تمہاری موت کا وقت آئے تو گھروں میں بیٹھ جانا دیکھتے ہیں کیسے موت نہیں آتی؟ پھر خود کو بچا کے دکھانا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ منافقوں کی سوچوں کو رد کرتا ہے۔ کبھی کافروں کے طعنوں کو رد کرتا ہے کبھی عوام کی بزدلی اور ان کی وسوسہ اندازی کو رد کرتا ہے۔ ایڈریس کرتا ہے پھر مومنوں کی طرف آتا ہے اور مومنوں کو ایڈریس کرتا ہے۔ طرح طرح سے حوصلے دیتا ہے۔ اگلی آیت 169 میں فرمایا:

وَلا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَمْوَاتًا. (آل عمران: ۱۶۹)

''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں انہیں ہرگز مردہ خیال (بھی) نہ کرنا''۔

پہلے فرمایا تھا کہ جو اللہ کی راہ میں شہید ہوگئے انہیں مردہ نہ کہو۔ اب یہاں فرمایا: مردہ گمان بھی نہ کرنا بلکہ وہ زندہ ہیں اللہ کی بارگاہ سے انہیں رزق ملتا ہے۔ یعنی وہ اپنی حیات جاودانی کی نعمتوں پر خوش ہیں اور شاداں ہیں اور فرحاں ہیں۔ پھر آیت نمبر172 میں فرمایا:

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ م بَعْدِمَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ط لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ. (آل عمران ۱۷۲)

''جن لوگوں نے زخم کھا چکنے کے بعد بھی اللہ اور رسول (ﷺ) کے حکم پر لبیک کہا، اُن میں جو صاحبانِ اِحسان ہیں اور پرہیزگار ہیں، ان کے لیے بڑا اَجر ہے''۔

یعنی صحابہ کرامؓ کا حال یہ تھا کہ زخم خوردہ ہوکر احد سے واپس پلٹے، گھروں میں آئے، شام کو رات کے وقت پہنچے، مرہم پٹی کررہے ہیں اور مٹی سے زخموں پر راکھ رکھ کر خون بند کررہے ہیں۔ جسم چور چور ہیں۔ اس حال میں ابھی بیٹھے ہیں، نڈھال ہیں۔ آقا علیہ السلام نے صحابہ کو بھیجا کہ آواز دو خبر ملی ہے کہ کفار کا لشکر پھر دوبارہ تازہ دم فوجوں کو لے کر مدینہ پر دوبارہ حملہ کرنے کے لئے آرہا ہے اور فلاں جگہ تک پہنچ چکا ہے۔ لہذا دوبارہ مقابلے کے لئے گھروں سے نکل آؤ۔ جب یہ خبر ملی قرآن مجید کہتا ہے:

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ق صلے وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ. (آل عمران: ۱۷۳)

''(یہ) وہ لوگ (ہیں) جن سے لوگوں نے کہا کہ مخالف لوگ تمہارے مقابلے کے لیے (بڑی کثرت سے) جمع ہو چکے ہیں سو ان سے ڈرو تو (اس بات نے) ان کے ایمان کو اور بڑھا دیا اور وہ کہنے لگے: ہمیں اللہ

کافی ہے اور وہ کیا اچھا کارساز ہے‘‘۔

آقا علیہ السلام نے جھنڈا اٹھایا اور صحابہ کرام نے وہیں مرہم پٹی چھوڑ دی، خون بہتے رہے۔ زخم رستے رہے، خون میں لت پت، تھکے ہارے اور نڈھال، زخموں سے چور چور اسی حال میں تازہ دم ہوکر اپنے زخموں کو بھول گئے اور یارسول اللہ لبیک! کہتے ہوئے لشکر لے کر آقا علیہ السلام کے ساتھ پھر چل پڑے۔ جب وہاں پہنچے تو ان کو خبر ملی کہ کفار واپس جاچکے ہیں کیونکہ ان کو معلوم ہوگیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ، تازہ دم صحابہ کرامؓ لے کر آرہے ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ ہم نے ان کو نڈھال کردیا ہے۔ اب وہ کئی دن بستروں پر پڑے رہیں گے۔ لہذا اس موقع سے فائدہ اٹھا کر نئی فوجیں لے کر حملہ کرلیں لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا لشکر پہنچ گیا ہے تو وہ واپس پلٹ گئے۔

آقا علیہ السلام نے ان کا انتظار کیا جس کے بعد جب واپس تشریف لا رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت فرمایا: محبوب یہ جو عوام بھاگ گئے تھے اور منتشر ہوگئے تھے۔ آپ کو زخم آئے تھے اور بعض کی بزدلی پر آپ کا دل دکھی ہوا تھا یا کئی لوگ گھاٹی چھوڑ کر آگئے تھے اس وجہ سے کہ شاید جنگ ختم ہوگئی ہے اور وہ مالِ غنیمت حاصل کریں جن کی وجہ سے کفار نے دوبارہ حملہ کیا اور بھگدڑ مچی، افراتفری ہوئی اور آپ کو دکھ ہوا تھا۔ محبوب: دیکھو اگر ایسا کچھ ہوگیا مگر دوسری طرف وفادار تو اتنے ہیں جانثار تو اتنے ہیں کہ ایک رات بھی نہیں گزری، مرہم پٹی بھی نہیں کی ابھی خون بہہ رہے ہیں، زخم تازہ ہیں، کپڑے بھی نہیں بدلے مگر جب آپ نے بلایا تلواریں اٹھا کر پھر چل پڑے۔ لہذا محبوب چلو کوئی بات نہیں معاف کریں تو آقا علیہ السلام نے اور اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا۔

اب آیت نمبر ۱۷۲ میں فرمایا گیا:

**اَلَّذِیۡنَ اسۡتَجَا بُوۡا لِلّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ مِنۡۢ بَعۡدِمَآ اَصَا بَهُمُ .(آل عمران ۱۷۲)**

’’جن لوگوں نے زخم کھا چکنے کے بعد بھی اللہ اور رسول (ﷺ) کے حکم پر لبیک کہا‘‘۔

یعنی جن لوگوں نے زخم خوردہ اور خون میں لت پت ہوجانے کے باوجود اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر پھر لبیک کہا اور جہاد کے لئے نکل پڑے۔ ان میں سے جو یہ صاحبان احسان اور پرہیزگار ہیں ان کے لئے بڑا اجر ہے اور ان کا ایمان بڑھ گیا۔ اللہ پاک اس طرح آزمائش سے نکال کر ایمان کو پختہ کرتا ہے کیونکہ یقین آ گیا تھا۔ کہنے لگے:

**قَالُوۡا حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡل. (آل عمران:۱۷۳)**

’’وہ کہنے لگے: ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ کیا اچھا کارساز ہے‘‘۔

یعنی وہ جتنے بھی جمع ہوکے آگئے پرواہ نہیں ہمیں اللہ کافی ہے۔ پھر کیا ہوا:

**فَانۡقَلَبُوۡا بِنِعۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضۡلٍ لَّمۡ يَمۡسَسۡهُمۡ سُوۡٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوۡا رِضۡوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوۡ فَضۡلٍ عَظِيۡمٍ.**

’’پھر وہ (مسلمان) اللہ کے انعام اور فضل کے ساتھ واپس پلٹے انہیں کوئی گزند نہ پہنچی اور انہوں نے رضائے الٰہی کی پیروی کی، اور اللہ بڑے فضل والا ہے‘‘۔(آل عمران:۱۷۴)

پھر ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا ذٰلِکُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَ ہٗ ص فَلَا تَخَافُوْ ھُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ.

’’بے شک یہ (مخبر) شیطان ہی ہے جو (تمہیں) اپنے دوستوں سے دھمکاتا ہے، پس ان سے مت ڈرا کرو اور مجھ ہی سے ڈرا کرو اگر تم مومن ہو‘‘۔(آل عمران:۱۷۴)

یعنی آقا علیہ السلام کے غلاموں کو سمجھایا اور بتایا کہ بعض اوقات وسوسہ پھیلایا جاتا ہے اور خوف پھیلایا جاتا ہے ایسا مخبر شیطان ہے جو ایسی خبریں پھیلاتا ہے اور اللہ کے دوستوں اور وفاداروں کو دھمکاتا ہے تاکہ وہ ڈر جائیں فرمایا: خبردار! ان سے نہ ڈرنا۔ اور ان کی باتوں میں کبھی نہ آنا اور مجھ سے ڈرو۔ اگر تم سچے ایمان والے ہو۔

حالات کے زیرو بم سے آقا علیہ السلام جب اپنے غلاموں کو پریشان دیکھتے تو وہ پریشان ہوتے تھے (خود تو پریشانی سے ماوراء تھے) مگر غلاموں کو پریشان اور تکلیف میں دیکھ کر، ان کی حالت زار کو دیکھ کر آقا بھی دکھی ہوتے اور جب کفار حضور علیہ السلام کی نبوت و رسالت، قرآن، ایمان اور اسلام کا مذاق اڑاتے، تکذیب کرتے تو تب بھی دل دکھی ہوتا۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام سے پیار کی بات کرتا ہے:

فَاِنْ کَذَّبُوْکَ فَقَدْ کُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِکَ جَآءُ وْا بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْکِتٰبِ الْمُنِیْرِ. (آل عمران:۱۸۴)

’’پھر بھی اگر آپ کو جھٹلائیں تو (محبوب آپ رنجیدہ خاطر نہ ہوں) آپ سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کو جھٹلایا گیا جو واضح نشانیاں (یعنی معجزات) اور صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے‘‘۔

یعنی میرے محبوب آپ بھی دکھی نہ ہوں اگر یہ بدبخت آپ کو جھٹلاتے ہیں اور طعنے دیتے ہیں تو کوئی بات نہیں۔ ہم نے پہلے جتنے رسول بھیجے یہ ان کو بھی جھٹلاتے تھے۔ ان کو طعنے دیتے تھے۔ وہ بھی بڑی بڑی نشانیاں معجزات لے کر آئے تھے۔ صحیفے لے کر آئے تھے۔ روشن کتاب لے کر آئے تھے مگر ان بدبختوں کا کام جھٹلانا ہے پھر صحابہ کرامؓ کی طرف متوجہ ہوکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یہ تمہیں جو منافق لوگ کہتے ہیں کہ صحابہؓ کو مروا دیا نہیں بلکہ وہ شہید ہوگئے اور انہیں بتادو ’’کل نفس ذائقۃ الموت‘‘۔ ہر شخص نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔ بس فرق یہ ہے کس کو کیسی موت آتی ہے۔ بزدلی کی موت آتی ہے یا جواں مردی کی موت آتی ہے۔ موت تو ہر ایک کو آنی ہے تو پھر ڈر کس چیز کا؟ پھر فرمایا: اے مسلمانو! تم کو تمہاری جانوں میں اور تمہارے مالوں میں ضرور آزمایا جائے گا۔ یعنی بھٹی میں تپایا جائے گا۔ مشکل میں ڈالا

جائے گا، بڑی تکلیفوں اور مصیبتوں میں پکایا جائے گا۔ (کبھی مال میں، کبھی دولت میں کبھی جان میں) اور یہ بات بھی یاد رکھو یہ جو کافر و مشرک ہیں یہ طعنے بھی ضرور دیں گے۔

وَلَتَسۡمَعُنَّ مِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَمِنَ الَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡۤا اَذًى كَثِيۡرًا. (آل عمران:۱۸۶)

''اور تمہیں بہرصورت ان لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور ان لوگوں سے جو مشرک ہیں بہت سے اذیت ناک (طعنے) سننے ہوں گے''۔

اللہ تعالیٰ مالک ہے اس نے نظام ایسا بنایا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ اذیت بھی دیں گے۔ تکلیف دہ طعنے سننے پڑیں گے۔ اب قرآن حکیم کی ان آیات پر غور کیا جائے تو اس میں ہمارے لئے بھی رہنمائی کا سامان موجود ہے کہ اگر کوئی کہے کہ کیا ملا؟ تمہارا انقلاب تو نہیں آیا۔ کیا لینے گئے شہادتیں ہوگئیں۔ یہ کیا تم کہتے تھے ہم پلٹ کر نہیں آئیں گے۔ یہ ساری باتیں درست مگر یہی باتیں یہودی کرتے تھے جیسے اللہ پاک نے کہا کہ یہودی بھی طعنے دیں گے اور مشرکین، منکرین، کفار جو دین کے دشمن ہیں وہ سب باتیں کریں گے جو تمہیں سننی پڑیں گی یعنی یہ باتیں تم ضرور بالضرور سنو گے۔ اس سے اذیت ہوگی، دکھ ہوگا، پریشانی ہوگی مگر ان احمقوں اور بیوقوفوں کی باتوں پر پریشان نہیں ہونا اور اگر تم صبر کے ساتھ قائم رہے اور توکل کو نہ چھوڑا جو بڑی ہمت کا کام ہے تو فتحیابی تمہاری ہوگی۔ اللہ پاک تمہاری فتح اور عظمت کا کام اس کو قرار دیتا ہے۔

لہذا بنیادی پیغام قرآن مجید کا یہ ہے کہ مومن کا کام یقین پیدا رکھنا ہے۔ مومن کا یقین متزلزل نہیں ہوتا۔ وہ توکل پر رہتا ہے۔ صبر کا پہاڑ بنا رہتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کی فتح کبھی اس سے دور نہیں ہوتی بلکہ فتح اس کے قدم چومتی ہے۔ اہل حق کو سفر میں مشکلات، آزمائشیں اور مصائب آتے ہیں۔ اس میں دشمنوں، نادانوں اور عوام کے طعنے بھی آتے ہیں جو سننے پڑیں گے۔ اذیت اور دکھ بھی ہوگا مگر ملال نہیں لانا۔ وہ اپنا کرم کرتے ہیں تم اپنا کام کرتے رہو اور اللہ کے کام کو بھی اپنے ہاتھ میں نہیں لینا۔ اللہ اپنا کام کرے گا تم اپنا کام کرو گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق کی عظمت اور حق کی فتح یابی کے لئے چنا ہے پس اپنے اندر ایمان و یقین کی پختگی پیدا کرو۔ عبادت کی کثرت کرو اور اللہ پاک سے تعلق جوڑو۔ اپنے اخلاق کو سنوارو اور اللہ پاک پر یقین اور توکل مزید پختہ کرو اس طرح کہ آپ کے ایمان اور اخلاق میں یقین کی خوشبو آئے۔ آپ کی زندگی نمونہ ہو صحابہ کرامؓ کی پیروی کا۔ اہل بیت اطہار اور ائمہ کی پیروی کا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ تحریک حق کی تحریک ہے۔ یہ مشن حق کا مشن ہے۔ یہ جدوجہد حق کی جدوجہد ہے۔ آپ اہل حق ہیں اور اہل حق کو غلبہ مل کر رہے گا۔ ان شاء اللہ انقلاب آئے گا اور آپ پہلے بھی فتح یاب ہوئے اور فتحیاب رہے اور فتحیاب ہوں گے۔ دنیا کی کوئی طاقت آپ کو شکست نہیں دے سکتی۔

سیرت طیبہ

# ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ بنت شمعون المصریؓ

نواز رومانی

رسول اللہ ﷺ نے نواح عرب کے حکمرانوں اور رؤسا کو خطوط مبارک ارسال کئے جن میں ان کو دعوت اسلام دی گئی تھی۔ یکم محرم الحرام ۷ ہجری کو آپ ﷺ نے ایک خط شاہ مصر و سکندریہ جریج بن متی قبطی ملقب بہ مقوقس کو لکھا تو حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کو طلب کیا جب انہیں پیغام ملا تو بھاگم بھاگ بارگاہ نبوت ﷺ میں حاضر ہوکر مودب کھڑے ہوگئے اور حکم کا انتظار کرنے لگے۔

''شاہ مقوقس مصری کے پاس میرا یہ خط لے جاؤ''۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تو حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ نے اسے بڑی محبت و عقیدت سے پکڑا اور مسجد نبوی ﷺ سے باہر نکل کر اپنے گھر کی سمت چل پڑے، راستے میں ان کے دل و دماغ میں خیالات کا ہجوم ہونے لگا:

میرے آقا و مولا ﷺ نے مجھے اپنا قاصد بنا کر بڑا اعزاز بخشا ہے، اللہ کرے میں اس ذمہ داری کو بطریق احسن سرانجام دے کر اپنے محبوب ﷺ کی نظروں میں سرخرو ہوجاؤں۔

کئی دنوں کی مسافت کے بعد جب دور سے شہر مصر کے آثار نظر آئے تو حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ نے گھوڑے کی رفتار کو اور تیز کردیا۔ اہل مصر آپ کو اجنبی نظروں سے دیکھتے تھے اور گزر جاتے تھے آخر ایک جگہ رک کر آپ نے ایک شخص سے پوچھا:

شاہ مقوقس سے کہاں ملاقات ہوسکتی ہے؟'' اس شخص نے عجیب سی نظروں سے آپ کی طرف دیکھا اور بولا: اس وقت اپنے دربار میں ہوگا۔

دربار کے باہر دو چوبدار نیزے پکڑے کھڑے تھے، آپ نے ایک کو مخاطب کرکے کہا: اپنے بادشاہ کو جاکر بتاؤ کہ مدینہ منورہ سے قاصد آیا ہے۔

چوبدار نے آپ کے سراپا پر نظر ڈالی اور اندر چلا گیا، تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا اور آپ کو اندر جانے

کو کہا۔ شاہ مقوقس زریں تخت پر بڑے رعب و دبدبہ سے بیٹھا تھا اور اس کے وزراء و اراکین سلطنت ادب سے اپنی اپنی کرسیوں پر براجمان تھے۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ نے کسی کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھا، بڑی شان و متانت اور پروقار انداز سے شاہ مقوقس کے قریب جا کر رکے اور گویا ہوئے:

اے مقوقس! تم سے پہلے اس ملک میں ایک شخص گزرا ہے جو گمان کرتا اور دعویٰ کرتا تھا کہ ''انا ربکم الاعلیٰ'' (یعنی میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں) تو اللہ تعالیٰ نے اس سے انتقام لیا لہذا تم اپنے غیر سے عبرت حاصل کرو تاکہ تم سے کوئی دوسرا عبرت نہ لے۔ اور پھر نبی آخرالزمان ﷺ کا خط مبارک نکال کر اس کو دیا۔ مقوقس نے خط کو بڑے ادب سے لیا اور پھر اپنے کاتب کو دیا کہ اسے بآواز بلند پڑھے تاکہ سب حاضرین دربار سن لیں۔ کاتب کی آواز فضا میں ابھری:

اما بعد! میں تمہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں، اسلام لے آؤ، سلامت رہو گے اور اللہ تعالیٰ تجھے دوگنا اجر عطا فرمائے گا اگر تم روگردانی کروگے تو سارے قبطیوں کی گمراہی کا گناہ تیری گردن پر ہوگا''۔

اے اہل کتاب! آجاؤ اس اس کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے، وہ یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور کسی چیز کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور ہم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایک دوسرے کو اپنا رب نہیں بنائیں گے اور اگر یہ لوگ روگردانی کریں تو کہو اے منکرو! گواہ رہنا ہم مسلمان ہیں۔

(اللہ، رسول، محمد)

سب اعیان سلطنت موجود تھے، شاہ مقوقس کے قریب ہی خوب صورت کرسی پر حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ تشریف فرما تھے۔ مقوقس نے اہل دربار پر ایک طائرانہ نظر ڈالی پھر شاہی کاتب کو بلایا اور اسے حضور اکرم ﷺ کے خط کا جواب لکھانے لگا۔

محمد بن عبداللہ (ﷺ) کے حضور منجانب مقوقس عظیم القبط

''اما بعد! میں نے آپ (ﷺ) کا گرامی نامہ پڑھا اور جو کچھ اس میں تحریر تھا اور جس کی آپ (ﷺ) نے دعوت دی، میں نے سمجھا بلاشبہ میں جانتا ہوں ایک ایسا نبی باقی رہا ہے جو خاتم الانبیاء ہوگا۔ میرا خیال ہے اس کا ظہور ملک شام سے ہوگا اور میں نے آپ کے قاصد کی آمد کو گرامی جانا۔ میں آپ (ﷺ) کی طرف ماریہ اور سیرین کو بھیجتا ہوں جو کہ قبط میں عظیم المرتبت ہیں اور کچھ لباس و تحائف اور ایک اونٹ آپ (ﷺ) کی سواری کے لئے بھی پیش خدمت کرتا ہوں''۔

والسلام

مقوقس

ماریہ اور سیرین کا تعلق مصر کے ضلع انصا کے ایک گاؤں حفن سے تھا، ان میں سے اول الذکر خاتون نہایت حسین وجمیل، گوری رنگت، گھنگھریالے گھنے بالوں اور گتھے ہوئے جسم کی مالک ہونے کے علاوہ قدرت نے انہیں حسن باطن سے بھی خوب نوازا تھا۔ ان کا پورا نام ماریہ قبطیہ بنت شمعون المصری تھا اور قبطیہ ان کی قومی نسبت تھی۔

ان خواتین کے ہمراہ ان کا بوڑھا ماموں زاد یا چچا زاد بھائی مابور بھی تھا تاکہ وہ بہنوں کی ضروریات کا سامان بہم پہنچانے میں مدد دے۔ تحائف میں اونٹ کے علاوہ ایک سفید رنگ کا خچر جو دلدل کے نام سے مشہور تھا، ایک نیزہ، بیس قد کا لباس، حضور اکرم ﷺ کے لئے ایک خلعت اور ہزار مثقال سونا شامل تھا۔ آپ ﷺ کے علاوہ شاہ مقوقس نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کو تحفتاً سو مثقال سونا اور پانچ کپڑے دیئے تھے۔

اگلے روز چار نفوس پر مشتمل چھوٹا سا قافلہ سوئے مدینہ منورہ روانہ ہوا۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کی انتہائی کوشش تھی کہ وہ اپنے آقا و مولا ﷺ کی امانتیں جلد سے جلد حاضر خدمت ہوکر پہنچادیں لیکن خواتین کی ہمراہی کی وجہ سے وہ اس کی برق رفتاری سے چل نہیں سکتے تھے جیسی انہوں نے مصر آتے ہوئے اختیار کی تھی۔

آپؓ ان دونوں خواتین کا بے حد ادب و احترام کرتے اور انہیں کسی نوع کی تکلیف نہ ہونے دیتے تھے۔ یہ مختصر سا قافلہ منزلوں پہ منزلیں طے کرتا ہوا روز افزوں مدینہ منورہ کے قریب تر ہوتا جارہا تھا، دوران سفر جہاں کہیں قیام ہوتا تو موقع محل کی مناسبت سے حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ ماریہ، سیرین اور ان کے بھائی مابود کے سامنے اسلام کی حقانیت اور محاسن بیان کرتے اور پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں بھی بتاتے تھے۔ بالخصوص دونوں خواتین بڑے غور سے باتیں سنتی تھیں اگر کسی مقام پر کوئی بات سمجھنے میں دشواری محسوس کرتیں تو استفسار کر لیتی تھیں۔ وہ رفتہ رفتہ سمجھنے لگی تھیں کہ دین اسلام ہی وہ دین ہے جو حق ہے اور اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ہے، اللہ تعالیٰ ہی صرف عبادت کے لائق ہے اور اس کے رسول اسلامی تعلیمات کو فروغ دینے میں شبانہ روز سرگرم عمل ہیں۔

آخر کار کئی دنوں کی طویل مسافت کے بعد یہ چھوٹا سا قافلہ حدود مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ نے پہلے ہی سوچ رکھا تھا کہ خواتین کو کہاں لے جا کر ٹھہرانا ہے لہذا آپ سیدھے حضرت ام سلیم بنت ملحانؓ کے ہاں تشریف لے گئے۔ معزز خواتین کو وہاں ٹھہرانے کے بعد آپ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے اس وقت وہاں عاشقان رسول ﷺ کی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے چودھویں کا چاند ستاروں کے جھرمٹ میں ہو، وہاں پر موجود حضرات نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کو راستہ دے دیا۔ انہوں نے اپنے محبوب و آقا و مولا ﷺ کے قریب پہنچ کر نہایت ادب و محبت سے سلام عرض کیا اور شاہ مقوقس کا خط نکال کر پیش خدمت کیا اور کہا:

”یارسول اللہ ﷺ! خبیث مقوقس نے اپنی بادشاہت کی وجہ سے بخیلی کی حالانکہ بادشاہت باقی نہیں رہے گی“۔

محبوب اللہ ﷺ نے مقوقس کے خط کی طرف دیکھا اور اسے کھولے بغیر ہی بتادیا کہ اس میں کیا لکھا ہے۔

بمطابق سیر الصحابہ ج ٦ حصہ ١٠ ص ٢٨٧ رسول عربی ﷺ نے حضرت ماریہ قبطیہؓ کو حرم نبوی میں داخل فرمالیا۔ بقول مقوقس آپؓ قبط میں عظیم المرتبت تھیں لیکن حقیقی معنوں میں اب آپؓ نہ صرف عظیم المرتبت بلکہ اس سے بھی بلند و بالا مقام ام المومنین پر فائز ہوگئی تھیں۔ بروایت حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت ماریہ قبطیہؓ کو ان کے پڑوس میں حضرت حارثہ بن نعمانؓ کے مکان میں ٹھہرایا گیا اور دوسری ازواج مطہراتؓ کی طرح انہیں پردہ میں رہنے کا حکم دیا اس وقت ان کی عمر مبارک ٢٠ سال کی تھی۔

اطراف مدینہ میں العالیہ کے مقام پر ایک مکان تعمیر کرایا گیا جہاں حضرت ماریہ قبطیہ کو منتقل کردیا گیا اس مکان کے گرد انگور کی بیلیں تھیں اب حضور اکرم ﷺ وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ قبولیت اسلام، عبادت الٰہی اور قرب رسول اکرم ﷺ نے ان کی کایا پلٹ دی تھی۔ آپ بڑی دیانت دار، نہایت صالح، پاکیزہ اور نیک سیرت تھیں۔ محبوب اللہ ﷺ آپؓ سے بہت خوش تھے۔

وقت کا دھارا بڑی تیزی سے بہہ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ اپنے منصب رسالت کے فرائض کی تکمیل کے سلسلہ میں شبانہ روز مصروف رہتے تھے اور جہنم کے کنارے پہنچے ہوئے لوگ آپ ﷺ کے حسن سلوک، مکارم اخلاق، بے مثل کردار، اسوہ حسنہ، قرآنی تعلیمات اور سنت رسول ﷺ کی روشنی میں جوق درجوق مسلمان ہوکر جنت کے باغوں کی طرف آرہے تھے۔

اسی دوران میں حضرت ماریہ قبطیہؓ امید سے ہوگئیں۔ حضور اکرم ﷺ بے حد مسرور و شاداں تھے جب بچے کی ولادت کا وقت قریب آیا تو اس کی ذمہ داری حضرت ابو رافعؓ کی زوجہ حضرت سلمیٰؓ کو سونپی، وہ حضرت ماریہ قبطیہؓ کے ہاں اکثر آتی جاتی تھیں اور پھر ذوالحجہ ٨ ہجری میں انہوں نے ایک نہایت خوب صورت اور صحت مند وتوانا بچے کو جنم دیا۔ حضرت سلمیٰؓ نے اپنے خاوند کو بچے کی خوشخبری دینے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔

محبوب کبریا ﷺ اپنے عشاق کے درمیان تشریف فرما تھے کہ اسی اثناء میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ سے اس طرح مخاطب ہوئے: السلام علیکم یا ابا ابراہیم!

حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے نہ صرف آپ ﷺ کو بیٹے کے تولد ہونے کا مژدہ سنایا گیا بلکہ اس کا نام بھی بتادیا لہٰذا جب حضرت ابو رافعؓ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بیٹے کی ولادت کی خبر دینے آئے ہو۔ جی ہاں یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو چاند سا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضرت ابو رافعؓ خوشی سے پھولا نہیں سما رہے تھے، وہاں پر موجود اصحاب رسول نے بھی آپ ﷺ کو مبارکباد دی۔ حضرت ابو رافعؓ کو اس خوشی کے موقع پر ایک غلام بطور انعام عطا فرمایا گیا۔

ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہؓ کے ہاں بیٹے کی پیدائش کی خبر آن واحد میں مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں پھیل گئی اور جب تمام ازواج مطہراتؓ کو پتہ چلا تو ان کے اندر جذبہ رشک نے جگہ بنالی۔ وہ جانتی تھیں کہ اب حضرت ماریہ قبطیہؓ کی قدرو منزلت ان کے آقا و مولا ﷺ کی نظروں میں اور بھی بہت بڑھ جائے گی، ادھر انصار کی خواتین میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک بیٹے کو دودھ کون پلائے گی۔

رسالت مآب ﷺ چند اصحاب کے ہمراہ بیٹے کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے، بیٹے کو دیکھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے کہنے کے مطابق اس کا نام ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے اسم پاک پر رکھا جو فطرتاً حنیف تھے۔ نام رکھنے کی دیر تھی کہ حضرت ماریہ قبطیہؓ کی کنیت ام ابراہیم ہوگئی اور جہاں ان کا قیام تھا اس جگہ کا نام مشربہ ام ابراہیم پڑ گیا جو آج تک اسی نام سے مشہور ہے۔ بیٹے کی پیدائش کے وقت حضور اکرم ﷺ کی عمر مبارک ۶۰ سال تھی، بیٹے کی دایہ حضرت سلمیٰؓ جب بھی کبھی آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتی تھیں تو آپ ﷺ اس کی بڑی آؤ بھگت کیا کرتے تھے۔

ساتویں روز حضرت ابراہیمؓ کا عقیقہ کیا گیا تو دو مینڈھے ذبح کئے گئے، ان کا سر منڈایا گیا اور سر کے بالوں کے برابر چاندی تول کر صدقہ کی گئی اور بالوں کو زمین میں دفنادیا اس موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قبطیوں کے (مصر کے عیسائی) ساتھ حسن سلوک کرو اس لئے کہ ان سے عہد اور نسب دونوں کا تعلق ہے۔ ان کے نسب کا تعلق تو یہ ہے کہ حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی والدہ (حضرت حاجرہؓ) اور میرے لڑکے ابراہیم دونوں کی ماں اسی قوم سے ہے اور عہد کا تعلق یہ ہے کہ ان سے معاہدہ ہو چکا ہے۔

حضور اکرم ﷺ ہر روز حضرت ماریہ قبطیہؓ کے ہاں تشریف لے جاتے تھے، وہیں قیلولہ فرماتے تھے اس وقت حضرت ابراہیمؓ کو وہیں آپ ﷺ کے پاس لایا جاتا تھا۔ آپ ﷺ اس کی معصومانہ اداؤں سے بہت مسرور و شاد ہوتے تھے۔ سیرت الرسول کا مصنف ڈاکٹر محمد حسین ہیکل لکھتا ہے کہ حضرت ابراہیمؓ سے آپ ﷺ کی وابستگی فرائض رسالت کا جز نہ تھی بلکہ اس کا سبب وہ بشری جذبہ تھا جو قدرت نے آپ ﷺ کو خصوصیت سے ودیعت کیا تھا۔

حضرت ابراہیمؑ کی عمر مبارک جب ایک سال سے قدرے زیادہ ہوئی تو ان میں اپنے والد محبوب کبریاء ﷺ کی مشابہت کے آثار نمودار ہونے لگے۔ آپ ﷺ بیٹے سے بڑی شفقت سے پیش آتے تھے۔

وقت کا دریا تیزی سے بہہ رہا تھا اور پھر ایک دن حضرت ابراہیمؑ بیمار پڑ گئے۔ روز افزوں ان کی علالت میں اضافہ ہوتا گیا لہذا بحالی صحت کے لئے انہیں مشربہ ام ابراہیم کے قریب ایک نخلستان میں لے جا کر رکھا گیا۔ حضرت ماریہ قبطیہؓ اور ان کی بہن دن رات حضور اکرم ﷺ کے لخت جگر کی تیمار داری میں مگن رہتی تھیں لیکن مرض میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

ایک روز حضرت ابراہیمؑ کی حالت سے اندازہ لگ گیا کہ اس جہان رنگ و بو سے ان کی رخصتی کا وقت قریب آ گیا ہے تو نبی کریم ﷺ کو اطلاع دی گئی۔ آپ ﷺ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا ہاتھ تھامے نخلستان میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ابراہیم اپنی والدہ کی گود میں دم توڑ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے بیٹے کو اپنے آغوش میں لے لیا، غم کے آثار آپ ﷺ کے چہرہ اقدس سے نمایاں تھے۔ ارشاد فرمایا: اے ابراہیم! ہم تیرے لئے مفید ثابت نہیں ہو سکتے۔

حضرت فضل بن عباسؓ نے حضرت ابراہیمؑ کو غسل دیا اور ایک چھوٹے سے تختے پر اٹھا کر بقیع کی طرف چل پڑے۔ میت کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ، آپ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ اور صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت تھی۔ نماز جنازہ رسول اللہ ﷺ نے خود پڑھائی اور پھر آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا:

یارسول اللہ ﷺ! ان کو کہاں دفن کریں؟ ارشاد فرمایا: ہمارے سلف عثمان بن مظعون کے پاس۔ یہ وہ ہستی تھی جو سب سے پہلے بقیع میں مدفون ہوئی تھی لہذا حضرت ابراہیمؑ کی قبر وہاں کھودی گئی تو اس میں حضرت اسامہ بن زیدؓ اترے۔ جب تدفین سے فراغت ہوئی تو آپ ﷺ نے قبر کی درزوں اور شگافوں کو بند کرنے کا حکم دیا اور اپنے مبارک ہاتھوں سے قبر کی مٹی ہموار کی اور فرمایا: پانی لاؤ۔

چنانچہ ایک انصاری پانی کی مشک لے آیا جس کو قبر پر چھڑکا گیا اور شناخت کے لئے وہاں کوئی چیز نصب کردی۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علامت قبر سے میت کو نہ کوئی فائدہ پہنچتا ہے نہ نقصان البتہ زندوں کو اس سے ایک گونہ تسلی ہوجاتی ہے۔

حضرت ماریہ قبطیہؓ پر بیٹے کی موت کا غم پہاڑ بن کر ٹوٹا تھا لیکن اپنے محبوب آقا و مولا ﷺ سے تاقیامت تک کے لئے بچھڑ جانے کا تصور انہیں کبھی خواب میں بھی نہیں آیا تھا لہذا یہ داغ جدائی ان کے لئے بے

حدگراں، نا قابل برداشت اور ان مٹ تھا۔ اپنے محبوب ﷺ کے ساتھ چار سالہ رفاقت وقرب کا زمانہ یوں لگتا تھا جیسے چار سانسوں میں بیت گیا ہو۔ ہر وقت آپ ﷺ کی یادوں میں گم سم رہتی تھیں اب ان کا زیادہ تر وقت یادِ الٰہی میں بسر ہوتا تھا۔

وقت بڑی تیز رفتاری سے گزرتا رہا جب سن ۱۶ ہجری کا پہلا مہینہ محرم الحرام آیا تو حضرت ماریہ قبطیہ المصریؓ کا وقت وصال آ گیا لہذا بستر مرگ پر دراز ہوگئیں، آثار بتاتے تھے کہ وہ اپنے بیٹے ابراہیم اور اپنے آقا و مولا ﷺ کی خدمت کی بجا آوری کے لئے ان کے قدموں میں حاضر ہونے کے لئے بے قرار ہیں، ان کی بہن حضرت سیرین قبطیہؓ قریب بیٹھی آنسو بہا رہی تھیں اور ننھا عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابتؓ قریب کھڑا خالہ کی طرف بڑی معصوم نظروں سے دیکھ رہا تھا لیکن نہیں جانتا تھا کہ وہ ہمیشہ کے لئے اپنی خالہ سے جدا ہونے والا ہے۔ حضرت ماریہ قبطیہ المصریؓ نے اپنے بھانجے کی طرف بڑی محبت سے دیکھا جس کے پس منظر میں وہ اپنے بیٹے ابراہیم کو دیکھ رہی تھیں اس کے سر اور گالوں پر بڑے پیار سے ہاتھ پھیرا، بہن کی طرف ایسی نظروں سے دیکھا کہ وہ تڑپ اٹھی اور پھر آخری سانس لے کر ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگئیں۔ شاید آنکھیں بند ہوتے ہی انہیں بیٹا اور اپنی زندگی سے پیارا محبوب ﷺ نظر آ گئے تھے جس کی وجہ سے ان کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا تھا۔ اس وقت ان کی عمر ۲۹ سال تھی۔ حضرت سیرین قبطیہؓ کے آنسو تھمنے کا نام نہ لیتے تھے اور اس کا بیٹا عبدالرحمٰن ماں کی طرف عجیب سی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ یہ بات سمجھنے سے قاصر تھا کہ وہ کیوں رو رہی ہے۔ حضرت ماریہ قبطیہ المصریؓ کے وصال کی خبر آن واحد میں مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں پھیل گئی۔

خلیفۃ المومنین حضرت عمر فاروقؓ کو اطلاع ملی تو فوراً باہر تشریف لے آئے اور پھر نیلے آسمان نے دیکھا کہ وہ ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ کے جنازہ میں شرکت کے لئے لوگوں کو جمع کر رہے ہیں اور جب تجہیز وتکفین کا سارا بندوبست ہوگیا تو ان کی نماز جنازہ خود پڑھائی اور پھر قیامت تک استراحت کے لئے ان کے جسد پاک کو جنت البقیع کی پاک زمین کے تخت پر لٹا کر اوپر منوں مٹی ڈال دی گئی۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ زمین کی حقیقت مٹی ہے اور انسان کی حقیقت مٹنا ہے لیکن جو اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ سے محبت وعشق کرتا ہے اس کی مٹی روشن و تابندہ ہوجاتی ہے اور ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ المصریؓ کی قبر مبارک زندہ و روشن ہے۔

☆☆☆☆☆

# سیدہ زینبؑ کا انقلابی کردار اور داستانِ کربلا

راقمہ: گلشن ارشاد

اہل بیت اطہار وہ مقدس نفوس ہیں جو فیوضاتِ نبوت سے براہِ راست فیض یاب ہوئے اور رہتی دنیا تک نورِ الہٰی اور راہ حق کے صحیح ترجمان بن گئے۔ خانوادۂ رسول ہی وہ مبارک خاندان ہے جس کے معزز و مبارک افراد نے بقائے حق اور فنائے باطل کیلئے ایثار و قربانی، صبر و استقامت، جرأت و شجاعت اور ہمت و عزیمت کی بے مثال و بے نظیر مثالیں قائم کر دیں۔ اور راہِ حق پہ بے خوف و خطر چلتے ہوئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔

واقعہ کربلا جہاں فخر بشریت، نواسہء رسول امام عالی مقام علیہ السلام کی قربانیوں کا مظہر ہے وہیں دختر بتول سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے کامل کردار کی عظمتوں کا امین بھی ہے۔ تاریخ میں کوئی عظیم فتح ایسی دکھائی نہیں دیتی جس میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین بھی اپنے پختہ ارادوں، اخلاقی، نظریاتی اور عملی معاونت کے ساتھ شریک کار نہ رہی ہوں۔ اسکی کئی مثالیں اسلام کے دور آغاز سے لے کر واقعہ کربلا تک نظر آتی ہیں۔ ایثار، قربانی، صدق، وفا، صبر، استقامت، جرأت اور شجاعت کا سفر جو سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ سے شروع ہوا میدان کربلا میں وہ سیدہ زینبؓ کی صورت میں درجہء کمال پر دکھائی دیتا ہے۔

فضائل اور کرامات نبوی ﷺ سے معمور معزز و محترم گھرانے میں پیدا ہو کر، علی حیدر کرار کے جاہ و جلالت کا مظہر بن کر، آغوشِ زہرا کی پاکیزہ تربیت کا پیکر بن کر، اخلاق و کمالات سے مزین جو کردار تاریخ کی پیشانی کا جھومر بنا زمانہ اُسے بی بی زینبؓ کے نام سے یاد کرتا ہے۔ درحقیقت سیدہ زینبؓ کی شخصیت تاریخِ بشریت میں کردار کی بلندی کا وہ مینارہ نور ہے جسکی کرنیں انسانیت کے لئے ہمیشہ کیلئے مشعل راہ بن چکی ہیں۔

واقعہ کربلا میں دختر بتولؓ کی بے مثال شرکت نے تاریخ بشریت میں اعلائے کلمۃ الحق کیلئے لڑی جانے والی سب سے بڑی جنگ میں بپا ہونے والے انقلاب کو رہتی دنیا کیلئے جاوداں بنا دیا۔ کربلا کے عظیم معرکے کے دوران اور اسکے بعد سیدہ زینبؓ کے کردار کا ہر پہلو اہمیت کا حامل اور چراغِ راہ کی مانند ہے مگر آپ کا انقلابی کردار تاریخ کی

کتاب میں درخشندہ باب بن کر چمک رہا ہے۔

## سیدہ زینب کا انقلابی کردار

امام عالی مقام خانوادۂ رسول ﷺ کا وہ عظیم سپوت ہیں جن کو آغوشِ تربیت میں شہادت جیسا عظیم جذبہ ملا، شہزادۂ رسول بخوبی آگاہ تھے کہ معرکہء کربلا درحقیقت معرکہء حق و باطل ہوگا جس میں حق کی سربلندی کیلئے سر کو کٹانا ہوگا مگر سلامِ عظمت ہے فخر انسانیت امام حسینؓ کی قابلِ فخر بہن کی عظیم شخصیت کو کہ آپ صنفِ نازک سے تعلق رکھنے کے باوجود جذبہء جہاد اور شہادت سے سرشار تھیں۔ یہی وجہ تھی کی وقت آنے پہ آپ نے اپنے معصوم بیٹے حق کی فتح کیلئے قربان کر کے اپنے جذبہء قربانی کا اظہار کیا۔ بی بی زینبؓ نے نہ صرف اپنے بیٹوں کی شہادت کا غم سہا بلکہ اپنے شیر جوان بھتیجوں شہزادہ علی اکبر، شہزادہ قاسم، معصوم علی اصغر، با وفا بھائی عباسؓ اور فخر انسانیت امام حسینؓ کی شہادت کا غم سہ کر قربانیوں کی تاریخ میں تمام خواتین کیلئے واضح نمونہ عمل قائم کر دیا۔

## پیکرِ رضا وخوشنودیء الٰہی:

سیدۂ زینبؓ بظاہر تلوار لیکر میدانِ کارزار میں دکھائی تو نہیں دیتیں مگر آپ کے بے مثل کردار اور قربانیوں سے تاریخ کربلا کا ہر ورق منور ہے۔ آپؓ نے میدانِ کربلا میں موجود مستورات اور معصوم و بے گناہ بچوں کی نگرانی کے فرائض ان کٹھن لمحات میں ادا کئے جب یزدیوں کے مظالم عروج پر تھے ایک طرف بی بی زینبؓ تپتی ریت کے صحرا میں آگ برساتے سورج کی تپش سے بے حال ہوتے تشنہ لبوں کو صبر و استقامت کا درس دیتی دکھائی دیتی ہیں تو دوسری طرف تلواروں کی جھنکار میں لہولہان ہوکر زمین پہ گرتے اہل بیت اطہار کے شہزادوں کی شہادت پہ صبر و رضا کا پیکر بن کر بارگاہِ حق میں شکر کے نذرانے پیش کرتی نظر آتی ہیں اور یوں آپؓ نے محبوبِ حقیقی کے ہر فیصلے پر راضی اور خوشنود رہنے کی لازوال داستاں رقم کر دی۔

## صبر و استقامت کا کوہِ گراں:

کربلا کے ریگذاروں پہ، عالمِ ہجرت میں وقت کے سب سے جابر حکمران نے اپنی تمام تر طاقت خانوادہ رسولؐ پر مصائب ڈھانے کیلئے بروئے کار لائی۔ یکم محرم سے شروع ہونے والا جبر و استبداد کا سلسلہ 10 محرم الحرام کو اپنی انتہاؤں کو چھو رہا تھا۔ ظالم یزدیوں کے پھیلائے خوف و دہشت کے اُس اندوہناک (دل دہلا دینے والے) ماحول کے ہر لمحہ میں بی بی زینبؓ ثابت قدمی اور استقلال کا کوہِ گراں ثابت ہوئیں آپؓ کے صبر پر ملائکہ بھی محوِ حیرت تھے۔ معرکہ کربلہ میں سیدہؓ کی فکری، نظریاتی اور اخلاقی معاونت مجاہدین کربلا کے حوصلوں کی

بلندی کا باعث بنی رہی۔ یہی وجہ تھی کہ شہادت والی رات سپہ سالارِ قافلہء حق امامِ عالی مقام نے اپنی باوفا وباکمال بہن کو اپنے خیمے میں بُلا کر حالات سے آگاہ کیا اور کلمہء حق کی سربلندی کیلئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کے پختہ عزم کا اظہار کیا نیز اپنی شہادت کے بعد قافلہ کی نگرانی کی ذمہ داری اپنی بہن سیدہ زینبؓ کے سپرد کی۔ یہ وہ لمحہ تھا جب ایک بہن کی اپنے بھائی سے بے پناہ محبت کا بے مثال فطری جذبہ اسکے قدم ڈگمگا دے اور وہ بھائی کی شہادت اور ہمیشہ کی جدائی کو کبھی قبول نہ کرے مگر تاریخ شاہد ہے بے مثال بھائی کی بےنظیر بہن نے اپنے نانا سے محبت، اپنی عظیم ماں کی تربیت اور حق پر ڈٹ جانے والے باپ کی شفقت کی لاج نبھائی بی بی زینبؓ نے اپنے عظیم بھائی کے سامنے راہِ وفا پہ آنے والے تمام مصائب کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کے پختہ عزم کا اظہار کیا اور شہادتِ حسینؓ کے بعد سرخیلِ قافلہ بن کر حق اور فرض شناسی کی راہ میں دنیا کی تمام خواتین کیلئے مینارۂ نور بن گئیں۔

## باطل کے سامنے کلمہء حق:

جنابِ سیدۂ زینبؓ محاسن اور اخلاق کا مجسم پیکر تھیں حق گوئی، جرات مندی، حشمت وجلالت وجودِ زینبؓ کی عظمتوں کے ترجمان تھے جادۂ حق کے مشکل سے مشکل مرحلے میں باطل کے سامنے ڈٹ جانا علی کی بیٹی کا سب سے بڑا وصف تھا۔ فصاحت و بلاغت آپ کو گھٹی میں ملی یہی وجہ تھی کہ نواسیء رسول قولِ مصطفیٰ کی فضیلتوں کی امین بن کر ظالم کے سامنے کلمہء حق کہہ کر افضل ترین جہاد کی عملی تصویر بن گئیں۔سیدۂ زینبؓ کا انقلابی کردار اس وقت نقطہء کمال پر دکھائی دیتا ہے جب آپؓ کے لٹے پٹے قافلے کو دربارِ یزید میں لے جایا گیا۔آپؓ نے وقت کے ظالم و سفاک ترین حکمران کے سامنے سر دربار اس کے جرائم اور بہیمانہ طرزِ حکمرانی ، اسکی آمریت اور فرعونیت کو کو برملا و بے نقاب کیا ،حتیٰ کہ اسکے ظلم و بربریت پر مبنی نظام کی قلعی کھول دی۔ آپؓ نے یزید کے دربار میں کمالِ جرات اور اثر انگیز فصاحت و بلاغت سے وہ تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا جس نے یزیدی جاہ و جلالت اور تفاخر کو خاک میں ملا دیا۔ اگرچہ جناب سیدہ کا سارا خطبہ ہی رہتی دنیا تک قابلِ تقلید اور سرچشمہء ہدایت ہے لیکن چند انقلابی پہلو بیان کئے جا رہے ہیں۔

سیدۂ زینبؓ نے خالقِ حقیقی کی حمد و ثناء اور بارگاہِ رسالت میں ہدیہء درود وسلام پیش کرنے کے بعد قرآنی آیت سے اپنے انقلابی خطبے کا آغاز کیا اور جبر و بربریت کے ترجمان یزید کو للکار کر کہا!

اے یزید تو یہ سمجھ بیٹھا ہی کہ تونے زمین و آسمان کو ہم پر تنگ کر دیا تیرے گماشتوں نے ہمیں شہر شہر حالتِ اسیری میں پھرایا تیرے زعم میں ہم رسوا اور تو باعزت ہوگیاہے؟ تو تکبر میں مبتلا ہوگیا ہے کہ تیری سفاکیوں نے تیری قدر میں اضافہ کر دیا اور تو اپنی فوج، طاقت اور توانائی دیکھ کر خوشی کے مارے آپے سے باہر

ہو گیا ہے۔۔ تو بھول چکا ہے کہ یہ فرصت (مہلت) تجھے صرف اسلئے دی گئی کہ تو اپنی فطرتِ بد کو آشکار کر سکے۔ تو نے قولِ خدا کو فراموش کر دیا، کافر یہ خیال نہ کریں کہ یہ مہلت جو انہیں دی گئی ہے یہ بہترین موقع ہے بلکہ یہ مہلت اسلئے دی گئی کہ وہ اپنے گناہوں میں اور اضافہ کر لیں تا کہ پھر ان پر رسوا کرنے والا عذاب نازل ہو۔ اے یزید تو آلِ رسول کے خون بہانے پر خوش نہ ہو کہ تُو بہت جلد خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو گا اس وقت تو یہ تمنا کرے گا کہ کاش تو اندھا ہوتا اور یہ بھیانک دن نہ دیکھتا۔ جس دن رسولِ خدا ﷺ انکے اہلبیت اور فرزند رحمتِ الٰہی کے سایہ میں آرام فرما ہونگے تو ذلت و رسوائی کے ساتھ ان کے سامنے کھڑا ہو گا۔

جناب سیدہ کی تقریر اسقدر منطقی اور اثر آفرین تھی کہ دربارِ یزید کا کوئی شخص سیدہؑ کے رعب و دبدبہ کے سامنے کھڑا نہیں رہ سکا۔ سیدہ کے خطبے کی جامعیت وقطعیت نے یزید کی ملعون شخصیت کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کر دیا۔

## بیداریء شعور:

حضرت امام حُسینؑ کی شہادت کے بعد حُسینی وقار، عظمت، شجاعت، استقامت، حق گوئی اور دلیری کا حقیقی اظہار وجود زینبؑ کے ذریعے سے ہوا اور باوفا و باکمال بہن نے پیغام و فلسفہء شہادتِ امام حُسین کو قیامت تک زندہ اور پائندہ رکھا۔ آپ سلام اللہ علیھا نے سالارِ قافلہ بن کر کوفہ وشام کے گلی کوچوں میں امتِ مسلمہ کے شعور کی بیداری کا بیڑہ اٹھایا جس سے خوابیدہ ضمیروں کو زندگی ملی، یزید کی اسلام دشمنی اور بربریت بے نقاب ہوئی اور واقعہ کربلا حق کی فتح اور باطل کی عبرتناک شکست کا سنگِ بنیاد بن گیا۔

## دعوتِ فکر وعمل:

ثانیء زہرا سیدہ زینب سلام اللہ علیھا کی پاکیزہ سیرت اور حیاتِ طیبہ ہر دور کی مسلمان خواتین کے لئے نمونہء کمال اور واجب الاتباع ہے۔ اس لئے ہر خاتون بالخصوص نسلِ نو کی بیٹی کیلئے لازم ہے کہ اگر وہ معاشرے میں باوقار، کامیاب اور مقام حاصل کرنا چاہتی ہے تو اپنی ذات کو اسوۂ زینب سلام اللہ علیھا کے قالب میں ڈھالے اور اسوۂ زینبؑ سے مستفید و مستنیر ہو کر اسلام کے آفاقی و عالمگیر پیغامِ امن ومحبت، مساوات و برابری، عدل و انصاف، تکریم انسانیت اور حقوق کی بالا دستی کو عام کرنے میں اپنا بھر پور کردار ادا کرے۔ سیدہ کی مبارک سیرت سے روشنی کشید کر کے دورِ حاضر کی خواتین کو واضح نمونہ عمل دکھانا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ تا کہ خوابیدہ شعور کو آگہی ملے اور خدمتِ دین و اصلاحِ معاشرہ میں خواتین کے کردار کی اہمیت و ناگزیریت اجاگر ہو سکے۔

# قرآن کے بارے میں بنیادی تصورات

ڈاکٹر ابوالحسن الازہری

گویا قرآن اس آیت کریمہ کے ذریعے دعوی کرتا ہے کہ قرآن کی ہدایت سب سے زیادہ مضبوط ہدایت ہے۔ قرآن کی راہنمائی ہی سب سے زیادہ مستحکم راہنمائی ہے۔ قرآن کی رہبری ہی سب ہی اقوام رہبری ہے۔ قرآن دنیا کی ساری کتابوں کے تناظر میں خواہ وہ الہامی ہوں یا غیر الہامی ہوں اعلیٰ ترین ہدایت کا حامل ہے۔ اس کی ہدایت کی پیروی میں اہل ایمان کی نجات ہے۔ اس کی ہدایت اختیار کرنے میں اہل ایمان کی کامیابی و کامرانی ہے۔ اس کی ہدایت کو اپنانے میں اہل ایمان کی دنیا و آخرت کی فوز و فلاح ہے۔ قرآن کی ہدایت کی اطاعت ہی انسان کی ساری کامیابیوں کا نقطہ آغاز ہے۔

## قرآنی ہدایت کی صداقت پر داخلی دلیل

قرآن اپنے اس دعویٰ پر جہاں خارجی دلائل دیتا ہے وہاں داخلی دلائل و براہین بھی دیتا ہے۔ قرآن کی صداقت وحقانیت کی داخلی شہادت کے تناظر میں ارشاد فرمایا گیا:

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ. (العنکبوت: ۵۱)

”کیا ان کے لیے یہ (نشانی) کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ پر (وہ) کتاب نازل فرمائی ہے جو ان پر پڑھی جاتی ہے (یا ہمیشہ پڑھی جاتی رہے گی)، بے شک اس (کتاب) میں رحمت اور نصیحت ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں“۔

اس آیت کریمہ میں قرآن خود کو ایک چیلنج کے طور دنیا کے سامنے پیش کررہا ہے۔ وہ لوگ جو نقاد ہیں اور معترض طبیعت کے حامل ہیں، ان کو پکار پکار کر یہ دعوت دے رہا ہے اگر تمہیں قرآن کی صداقت اور حقانیت پر کوئی دلیل مطلوب ہے تو یہ قرآن خود ہی اپنی صداقت پر سب سے بڑی دلیل ہے۔ تمہیں مختلف اعتبارات سے

اس کی ہدایت کا جائزہ لو اور دیکھو اس کی دلیل کا کوئی پہلو اور گوشہ ہے جس پر تم انگشت اعتراض بلند کرسکو۔ اس کی عظمت و کمال اور حسن و جمال کے کسی پہلو کو عیب دار کرسکو۔ یقیناً تم اس کو ہر نقص و عیب سے منزہ پاؤ گے۔ اپنی حتمیت و قطعیت میں اس سے غیر مشکوک پاؤ گے۔

## انسان کی نجات قرآنی ہدایت میں ہے

جب تم قرآن کو اس طرح دیکھ لو اور پالو تو پھر اس کی صداقت و حقانیت پر ایمان لے آؤ اور اس قرآن کی تعلیمات کو اپنے قول و فعل اور کردار کی دنیا میں اختیار کرلو۔ اپنے کردار پر قرآن کا رنگ چڑھا لو اور اسے کتاب ہدایت سمجھتے ہوئے اس سے روزانہ ہدایت اخذ کرو۔ قرآن کی ہدایت کو اپنی شخصیت بناؤ اور قرآن کی نصیحت کو اپنی اصلاح بنالو۔ قرآن کے خلق کو اپنی عادت بناؤ۔ قرآن کے نور کو اپنے کردار کی روشنی بناؤ، قرآن سے اکتساب فیض کو اپنا وطیرہ حیات بناؤ، قرآن کے علم کو اپنا علم بناؤ، قرآن کی رہبری کو اپنا دستور حیات بناؤ۔ ارے قرآن مسلمان سے جدا نہیں اور مسلمان قرآن سے جدا نہیں، مسلمان کی پہچان قرآن سے ہے، قرآن کی پہچان مسلمان کے کردار سے ہے۔

## قرآن بے مثل کتاب ہدایت ہے

قرآن اپنے پڑھنے والوں کو ان کے ذہن کے مطابق اپنے اندر اپنی صداقت کی مختلف دلیلیں فراہم کرتا ہے، قرآن اپنے ہر قاری کا خیال کرتا ہے، اس کی عقل و فہم کو دیکھتا ہے، اس کی طبیعت کے اختیار پر نظر کرتا ہے، اس کو ذہنی استعداد کو سامنے رکھتا ہے اور اس کے سوچ کے میلانات کو دیکھتا ہے، قرآن کا کوئی ایسا قاری جو یہ سوچتا ہے دنیا میں کتابیں تو بے شمار ہیں۔ ہر کتاب اپنا جداگانہ تعارف رکھتی ہے اور ہر کتاب اپنی خصوصی افادیت رکھتی ہے اور اپنے کچھ خصوصی امتیازات رکھتی ہے۔ وہ اپنے من میں یہ خواہش کرتا ہے کہ کاش قرآن ایسی کتاب ہوتی جس کی مثل دنیا کی کوئی کتاب نہ ہوتی۔ جس جیسی دنیا میں کوئی اور کتاب نہ ہوتی۔ یہ کتاب اپنی مثال آپ ہوتی۔ اس کتاب کی کوئی مثل نہ ہوتی اور یہ بے مثل اور بے مثال کتاب ہوتی اور وہ اس کی کوئی نظیر اس دنیا میں نہ پاتا تو قرآن اپنے اس قاری کے لئے اس کی سوچ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے بے مثال ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا. (بنی اسرائیل: ۸۸)

''فرما دیجیے: اگر تمام انسان اور جنّات اس بات پر جمع ہو جائیں کہ وہ اس قرآن کے مثل (کوئی دوسرا

کلام بنا) لائیں گے تو (بھی) وہ اس کی مثل نہیں لا سکتے اگر چہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں''۔

قرآن اس کتاب کے بے مثل ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ ساری کی ساری کتاب بے مثل ہے، بے مثال ہے، اس کی کوئی نظیر نہیں، اس کی کوئی مثال نہیں۔ اس طرح بے مثل ہے کہ پورا قرآن تو کجا اس قرآن جیسے کوئی دس مجلّے بھی نہیں بنا سکتا۔ اس قرآن جیسی کوئی دس آیات اور سورہ بھی نہیں لاسکتا۔ اگر چہ اس قرآن کے سارے مخالفین جمع ہوجائیں اور اس کا انکار کرنے والے سارے کے سارے اکٹھے ہوجائیں سارے مل کر اپنی ساری صلاحیتوں کو جمع کرکے اور اپنی ساری قابلیتوں کو جمع کرکے اپنی زبان دانی کی ساری اہلیتوں کو جمع کرکے اس قرآن کے مقابل آجائیں اور اس قرآن جیسی دس سورتیں بھی نہیں لا سکتے۔

## مخالفین و معترضین کو قرآن کا چیلنج

جب قرآن کے مخالفین اور معترضین نے اعتراض کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خود ہی قرآن کو (معاذاللہ) گھڑ لیا ہے یا اپنے کلام کو ہی قرآن قرار دے دیا ہے۔ اس لئے اس طرح کلام کہنا اور لکھنا ہمارے لئے مشکل نہیں ہے۔ ہم بھی زبان دان ہیں، عربی زبان پر ہمیں بھی عبور حاصل ہے۔ ہم بھی عرب کے معاشرے میں پروان چڑھے ہیں۔ ہم میں بڑے بڑے نامور شعراء ہیں، بڑے بڑے ادیب ہیں اور بڑے بڑے قادر الکلام خطیب ہیں اور بڑے بڑے سحرالبیان ہیں۔ جن کی شہرت ہی عربی زبان ہے۔ عربی زبان کے شہسوار ہیں اور اس زبان کے بڑے ہی نامدار ہیں اس لئے اس جیسا قرآن لانا، اس طرح کی زبان کا بیان کرنا ہمارے لئے چنداں مشکل نہیں ہیں۔ انہوں نے قرآن اور صاحب قرآن کی مخالفت کرتے ہوئے جب یہ افتراء پردازی شروع کی، قرآن کے کلام معجز ہونے کا انکار کیا اور قرآن کے بے مثل ہونے کو تسلیم نہ کیا، قرآن پر انگشت اعتراض بلند کی تو باری تعالیٰ نے قرآن کے بے مثل ہونے اور بے مثال ہونے اور عدم نظیر ہونے پر ان مخالفین اور معترضین کو پہلا چیلنج یہ دیا۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ . (ھود:۱۳)

''کیا کفار یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس (قرآن) کو خود گھڑ لیا ہے، فرما دیجیے: تم (بھی) اس جیسی گھڑی ہوئی دس سورتیں لے آؤ''۔

## قرآن سب مخالفین کی بے بسی

قرآن کے اس پہلے چیلنج کا جواب مخالفین اور معترضین نہ دے سکے۔ اس چیلنج میں انہیں یہ کہا گیا کہ

تمہیں پورے قرآن کی مثل لانے کا ہم نہیں کہتے پورے قرآن میں سے کوئی سی دس سورتیں ہی اس جیسی بنا کر لے آؤ۔ اگر تم اس قرآن کو کلام اللہ نہیں مانتے بلکہ اس قرآن کو کسی انسان کا کلام جانتے ہو تو تم سارے کے سارے عربی دان انسان و کان بعضھم لبعض ظھیرا اکٹھے ہو جاؤ اور جو تم سے دور ہیں پوری دنیا میں اور پورے عرب میں جہاں بھی بکھرے ہوئے ہیں۔ عرب و عجم کے جس بھی خطے میں بستے ہیں۔ ان کو جمع کر لو ان سب کو بلا لو۔

وَادْعُوْآ شُهَدَآءَ كُمْ مِّنْ دُوْنِ اللهِ ۔ (البقرہ،۲:۲۳)

''اللہ کے سوا اپنے تمام حمایتیوں کو بلا لو ان سب کو پہلا چیلنج ہے''۔

فَأْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ ۔ (ہود:۱۳)

''تم اس طرح کی دس گھڑی ہوئی سورتیں ہی لے آؤ''۔

اس طرح تم قرآن بے مثل ہونے کے دعویٰ کو محض اللہ غلط ثابت کر سکو، قرآن کے کلام اللہ ہونے کا انکار کر سکو۔ لیکن وہ سارے کے سارے مخالفین اور معترضین ایسا نہ کر سکے۔

## کل عالم عرب کو قرآن کا چیلنج

اب قرآن نے ان کو دوسرا چیلنج دیا۔ اگر تم قرآن جیسی دس سورتیں نہیں لا سکتے تو تم کو دوسرا چیلنج اس سے کم کرتے ہوئے یہ دیا جاتا ہے۔ ہاں تم سارے کے سارے بھی مل جاؤ۔ کل عالم عرب مل جائے۔ کل عربی کے عالم، فاضل، شعراء اور ادیب مل جائیں۔ اس قرآن جیسی ایک ہی سورت لے آؤ۔ سورہ البقرہ میں ارشاد فرمایا:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْآ شُهَدَآءَ كُمْ مِّنْ دُوْنِ اللهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ. (البقرہ، ۲: ۲۳)

''اور اگر تم اس (کلام) کے بارے میں شک میں مبتلا ہو جو ہم نے اپنے (برگزیدہ) بندے پر نازل کیا ہے تو اس جیسی کوئی ایک سورت ہی بنا لاؤ، اور (اس کام کے لیے بے شک) اللہ کے سوا اپنے (سب) حمائتیوں کو بلا لو اگر تم (اپنے شک اور انکار میں) سچے ہو''۔

قرآن اپنے مثل کتاب ہونے پر یہ دوسرا چیلنج دے رہا ہے۔ مخالفین قرآن اور معترضین قرآن اس چیلنج کو بھی پورا نہ کر سکے۔ اس پر باری تعالیٰ نے ان پر واضح کر دیا ہے کہ قیامت تک تم کبھی اس چیلنج کو بھی پورا نہ کر سکو گے اور تم قیامت تک کبھی بھی اس قرآن کی مثل نہیں لا سکو گے۔

## قرآن بے مثل ذات کا کلام ہے

اس لئے یہ اس ذات کا کلام ہے جو"لیس کمثلہ شئی" کی شان والا ہے اور وہ ذات جس کو کوئی مثیل نہیں ہے۔ نہ اس کی ذات جیسا کوئی ہے اور نہ اس کی صفات جیسی کوئی صفات رکھتا ہے۔ وہ اپنی ذات میں بھی بے مثل ہے اور وہ اپنی صفات میں بھی بے مثل ہے۔ اس لئے کہ اس کا کلام بھی بے مثل ہے اور اس بناء پر وہ ہر ہر جہت سے لاشریک ہے۔

## قرآن ساری دنیا کے لئے چیلنج ہے

اس لئے جب وہ قرآن کے چیلنج کے مطابق نہ دس سورتیں اور نہ ہی ایک سورت لا سکے تو قرآن نے اس کے بعد ان کے لئے واضح کردیا۔ سورہ البقرہ میں ارشاد فرمایا:

فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِيۡنَ. (البقرہ،۲:۲۴)

"پھر اگر تم ایسا نہ کرسکو اور ہرگز نہ کرسکو گے تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی (یعنی کافر) اور پتھر (یعنی ان کے بت) ہیں، جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے"۔

قرآن نے اپنے مخالفین کو کئے گئے چیلنج کا جواب خود دے دیا ہے۔ فرمایا تمہاری موجودہ حالت سے لے کر قیامت تک قرآن کے اس چیلنج کا جواب نہ دے سکے گا۔ اس لئے ان الفاظ کے ساتھ جواب دیا۔

فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا o

تم ہرگز ہرگز اس قرآن جیسا کلام نہ لاسکو گے۔ تم قرآن کے بے مثل ہونے کو چیلنج نہ کرسکو گے۔ تم اس قرآن کی نظیر نہ لاسکو گے، تم اس قرآن جیسا کلام نہ لاسکو گے۔

## بے مثل قرآن سے ایک قاری قرآن کی محبت

اب وہ قاری قرآن جو قرآن کو بے مثل دیکھنا چاہتا ہے جو قرآن کو بے مثال پانا چاہتا ہے اور جو قرآن کو عدم النظیر تصور کرنا چاہتا ہے وہ قرآن کے ان چیلنجز پر جھوم جاتا ہے۔ مخالفین قرآن کی طرف سے آج تک ان چیلنجز کا جواب نہ پاکر قرآن سے اس کی محبت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ وہ اپنی زندگی کے جملہ معاملات میں اس بے مثل کتاب کو اپنے پیش نظر رکھتا ہے۔ وہ قرآن کو ہدایت میں بے مثل مانتا ہے۔ وہ قرآن کو نصیحت میں بے مثال جانتا ہے۔ وہ قرآن کو اللہ کی رضا و خوشنودی کے حصول میں ایک نسخہ کیمیا مانتا ہے۔ وہ قرآن کے عدم النظیر ہونے کو اپنی زندگی کی معراج جانتا ہے۔ قرآن کا یہی تعارف اس کو قرآن سے مضبوط تعلق فراہم کرتا ہے۔

# اسلامی دستورِ حیات ـــ صبر و تحمل اور برداشت

محمد احمد طاہر

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات (Complete Code of life) ہے۔ انسانی زندگی کے جملہ پہلوؤں کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ انسانی معاشرے میں ہر انسان کا کردار اور انفرادی و اجتماعی دونوں سطح پر مسلم ہے۔ ایمانیات، عبادات اور معاملات میں اسلام نے بڑی تفصیل سے احکامات و ہدایات دی ہیں۔ اگر ہم آج اپنے روزمرہ کے معاملات کا بغور جائزہ لیں تو یہ بات ناقابل تردید ہوگی کہ ہمارے جملہ معاملات کا بیشتر حصہ دینی تعلیمات سے کوسوں دور ہے۔ ہم انفرادی یا اجتماعی سطح پر رحمانی راستے سے ہٹ کر شیطانی راہ پر گامزن ہیں۔ جس کی ایک بڑی دلیل ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگیوں سے صبر، برداشت اور تحمل و بردباری کا رفتہ رفتہ ختم یا کم ہونا ہے۔ عدم برداشت ہماری عادت ثانیہ بن چکی ہے۔ اس کی بڑی وجہ دین اسلام سے دوری ہے۔ حالانکہ دین اسلام نے جس قدر صبر، برداشت اور تحمل کی ہدایت اور تلقین کی اس کی مثال دیگر مذاہب میں نہیں ملتی۔ ذیل میں چند آیات بینات اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں صبر، برداشت اور تحمل کی ضرورت و اہمیت کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

اللہ رب العزت نے سورہ آل عمران کی آخری آیت میں ارشاد فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اصۡبِرُوۡا وَصَابِرُوۡا وَرَابِطُوۡا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ.

’’اے ایمان والو! صبر کرو اور ثابت قدمی میں (دشمن سے بھی) زیادہ محنت کرو اور (جہاد کے لیے) خوب مستعد رہو، اور (ہمیشہ) اللہ کا تقویٰ قائم رکھو تاکہ تم کامیاب ہو سکو‘‘۔ (آل عمران، ۳:۲۰۰)

مندرجہ بالا آیت میں اللہ رب العزت نے چار باتوں کی تلقین فرمائی:

۱۔ صبر ۲۔ مصابرہ ۳۔ رباط ۴۔ تقویٰ

صبر کا معنی ہے نیک اعمال کرنے اور برے اعمال سے باز رہنے پر اپنے نفس کو پابند رکھنا۔ مصابرہ کا

معنی ہے مصابرۃ الاعداء یعنی دشمن کے پے در پے حملوں کے سامنے فولاد بن کر کھڑے رہنا اور رباط کا معنی ہے:

**الرباط حمل النفس علی النیة الحسنة والجسم علی فعل الطاعة ومن اعظمه ارتباط الخیل فی سبیل الله و ارتباط النفس علی الصلوة.**

یعنی رباط کہتے ہیں نفس کو نیت حسنہ پر آمادہ رکھنا اور جسم کو عبادت پر کاربند رکھنا۔ اس کا اعلیٰ مقام یہ ہے کہ انسان جہاد فی سبیل اللہ کے لئے کمربستہ رہے اور گھوڑا تیار رکھے اور نفس کو نماز کا خوگر بنائے۔

اور تقویٰ کا لغت میں تو یہ معنی ہے **جعل النفس فی وفایة مما یخاف** یعنی نفس کو ہر ایسی چیز سے محفوظ کرنا جس سے ضرر کا اندیشہ ہو۔ عرف شرع میں تقویٰ کہتے ہیں۔ ہر گناہ سے اپنے آپ کو بچانا۔

(تفسیر ضیاء القراان از پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ)

علاوہ ازیں اللہ جل شانہ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر صبر اور برداشت کی اہمیت اور افادیت بیان فرمائی ہے۔

## صبر کرنے والوں کا اجر

چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک مقام پر صبر کرنے والوں کے لئے اجر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

**اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ.** (الزمر، ۳۹:۱۰)

''بلاشبہ صبر کرنے والوں کو اُن کا اجر بے حساب انداز سے پورا کیا جائے گا''۔

مندرجہ بالا آیت مقدسہ کے تحت حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادیؒ لکھتے ہیں:

''حضرت علی مرتضیٰؓ نے فرمایا کہ ہر نیکی کرنے والے کی نیکیوں کا وزن کیا جائے گا سوائے صبر کرنے والوں کے کہ انہیں بے اندازہ اور بے حساب دیا جائے گا اور یہ بھی مروی ہے کہ اصحاب مصیبت و بلا حاضر کئے جائیں گے نہ ان کے لئے میزان قائم کی جائے گی نہ ان کے لئے دفتر کھولے جائیں گے۔ ان پر اجروثواب کی بے حساب بارش ہوگی۔ یہاں تک کہ دنیا میں عافیت کی زندگی بسر کرنے والے انہیں دیکھ کر آرزو کریں گے کہ کاش وہ اہل مصیبت میں سے ہوتے اور ان کے جسم قینچیوں سے کاٹے گئے ہوتے کہ آج یہ صبر کا اجر پاتے''۔

## ''صبر'' بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے

اس سلسلے میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَلِمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ. (الشوریٰ، ۴۲:۴۳)

''اور یقیناً جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے تو بے شک یہ بلند ہمت کاموں میں سے ہے''۔

حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

لفظ عزم کی تحقیق کرتے ہوئے علماء لغت نے لکھا ہے:

**قال الليث ماعقد عليه قلبک من امر انک فاعله.**

''ایسے کام پر جس کو تو کرنے والا ہے تیرے دل کا پختہ ارادہ کرنا عزم کہلاتا ہے (لسان العرب)''۔

علامہ جوہری لکھتے ہیں:

**عزمت على كذا اذا اردت فعله وقطعت عليه.**

جب تو کسی کام کا قطعی ارادہ کرلے تو عرب کہتے ہیں۔ **عزمت على كذا.** (الصحاح) آیت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں کہ صبر اور مغفرت ان امور میں سے ہیں جنہیں بندہ کو اپنے نفس کے اوپر واجب کرنا چاہئے کیونکہ یہ امور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محمود اور پسندیدہ ہیں۔

**اى من معزمات الامور اى مما يحب العزم عليه من الامور بايجاب العبد على نفسه لكونه من الامور المحمودة عند الله تعالىٰ.** (روح البيان)

## اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ○ (البقرہ، ۲:۱۵۳)

''اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے (مجھ سے) مدد چاہا کرو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ (ہوتا) ہے''۔

حضرت مولانا حافظ صلاح الدین یوسف اپنی تفسیر احسن البیان میں رقمطراز ہیں:

''انسان کی دو ہی حالتیں ہوتی ہیں: آرام و راحت (نعمت) یا تکلیف و پریشانی۔ نعمت میں شکر الٰہی کی تلقین اور تکلیف میں صبر اور اللہ سے استعانت کی تاکید ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے، اسے خوشی پہنچتی ہے تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے۔ دونوں ہی حالتیں اس کے لئے خیر ہیں''۔ (صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقائق۔ حدیث نمبر ۲۹۹۹)

صبر کی دو قسمیں ہیں: ایک محرمات اور معاصی کے ترک اور اس سے بچنے پر اور لذتوں کے قربان اور عارضی فائدوں کے نقصان پر صبر۔ دوسرا احکام الٰہیہ کے بجا لانے میں جو مشقتیں اور تکلیفیں آئیں انہیں صبر و ضبط سے برداشت کرنا۔ بعض لوگوں نے اس کو اس طرح سے تعبیر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ باتوں پر عمل کرنا، چاہے وہ نفس و بدن پر ہی گراں ہوں اور اللہ کی ناپسندیدہ باتوں سے بچنا، چاہے خواہشات و لذات اس کو اس کی طرف کتنا ہی کھینچیں''۔ (ابن کثیر)

## ''صبر'' سے بہتر کسی کو کوئی شے نہیں عطا کی گئی

حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ انصار کے کچھ آدمیوں نے حضور ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے انہیں عطا فرمایا پھر انہوں نے سوال کیا تو حضور ﷺ نے پھر انہیں عطا فرمایا حتیٰ کہ آپ کے پاس جو مال تھا ختم ہوگیا۔ جب آپ نے اپنا سارا مال اپنے ہاتھ سے خرچ کر دیا تو انہیں فرمایا:

**مایکن من خیر فلن ادخرہ عنکم و من یستعفف یعفہ اللہ و من یستغن یغنہ اللہ و من یتصبر یصبرہ اللہ و ما اعطی احد عطاء خیرا و اوسع من الصبر.**

''میرے پاس جو مال آتا ہے اسے میں تم سے روک کر نہیں رکھتا لیکن جو سوال کرنے سے گریز کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بچا لیتا ہے جو استغناء سے کام لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دیتا ہے اور جو صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے صبر کی دولت عطا فرماتا ہے صبر سے بہتر کسی شخص کو کوئی شے نہیں عطا کی گئی''۔ (متفق علیہ)

## ''صبر'' کے بدلے جنت

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

**یقول اللہ تعالیٰ: مالعبدی المومن عندی جزآء اذا قبضت صفیہ من اھل الدنیا ثم احتسبہ الا الجنۃ. (صحیح بخاری)**

''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب میں اپنے کسی مومن بندے سے اہل دنیا میں سے اس کا عزیز لے لیتا ہوں اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اس کے لئے سوائے جنت کے میرے پاس کوئی اجر نہیں ہے''۔

## مصائب کی برداشت کے بدلے گناہوں کی معافی

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مایزال البلاء بالمومن والمومنة فی نفسه وولده وماله حتی یلقی الله تعالیٰ وما علیه خطیئة. (جامع ترمذی)

''مومن مرد اور مومن عورت پر جان، مال اور اولاد کی مصیبتیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ اللہ کے حضور پیش ہوگا تو اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ نہیں ہوگا''۔

## ''صبر وتحمل'' ذریعہ شرف ملاقات مصطفیٰ ﷺ

ابو یحییٰ اسید بن حضیرؓ سے مروی ہے کہ انصار میں سے ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! جس طرح آپ نے فلاں فلاں کو عامل بنایا ہے کیا اسی طرح آپ مجھے بھی عامل نہیں بنائیں گے؟ تو آپ نے فرمایا:

انکم ستلقونی بعدی اثرۃ فاصبروا حتی تلقونی علی الحوض.

''تم میرے بعد ترجیحات دیکھو گے (یعنی حق دار کو حق سے محروم کیا جائے گا) پس ایسے میں تم صبر کرو حتی کہ حوض (کوثر) پر تم مجھ سے ملو''۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

## ''صبر وتحمل اور برداشت'' شیوۂ پیغمبری

حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے فرمایا: جب حنین کا معرکہ پیش آیا تو حضور ﷺ نے مال غنیمت کی تقسیم میں کچھ لوگوں کو ترجیح دی۔ حضرت اقرع بن حابسؓ کو سو اونٹ عطا فرمائے اور حضرت عینیہ بن حصن کو بھی اتنا ہی مال عطا فرمایا۔ آپ نے عرب کے معزز لوگوں کو مال عطا فرمایا اور انہیں تقسیم میں ترجیح دی تو ایک آدمی نے کہا: خدا کی قسم! یہ ایسی تقسیم ہے جس میں عدل نہیں کیا گیا اور اس تقسیم سے خداوند کریم کی رضا کا قصد نہیں کیا گیا۔ میں نے کہا: خدا کی قسم! میں یہ بات حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کروں گا۔ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو وہ بات بتائی جو اس آدمی نے کہی تھی تو حضور ﷺ کا چہرہ متغیر ہوکر سرخ ہوگیا۔ پھر آپ نے فرمایا:

فمن تعدل اذا لم یعدل الله ورسوله ثم قال یرحم الله موسی قد اوذی باکثر من هذا فصبر.

''اگر اللہ اور اس کا رسول عدل نہیں کریں گے تو پھر کون عدل کرے گا؟ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے ان کو اس سے زیادہ تکلیف دی گئی اور انہوں نے صبر کیا۔ میں نے (اپنے جی میں) کہا: آئندہ ایسی بات حضور ﷺ کی خدمت میں عرض نہیں کروں گا''۔ (بخاری ومسلم)

# شاعرِ مشرق مفکرِ پاکستان

# علامہ محمد اقبالؒ

تحریر: پروفیسر محمد علی عثمان

اقبال شاعرِ مشرق ہے، اقبال فلسفی شاعر ہے، اقبال شاعر قرآن ہے، اقبال مفکر پاکستان ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ وہ خطابات ہیں جو اقبال کے چاہنے والوں نے ان کو دیئے ہیں۔ کسی نے اقبال کی شاعری میں فلسفے کو پایا تو اُس نے فلسفی شاعر کا خطاب دیا۔ کسی نے آپ کے اشعار میں قرآن عظیم الشان کی آیات کی تفسیر پائی تو اُس نے اقبال کو شاعر قرآن کے عظیم خطاب سے نوازا۔ کسی اور کو آپ کے خطبات میں مسلمانوں کے لیے جداگانہ ریاست کا تصور نظر آیا تو اُس نے آپ کو مفکر پاکستان کہا۔ علامہ کو خود ہی اپنی اہمیت کا اور اپنی شاعری کا تا ابد زندہ رہنے کا احساس تھا۔ آپ جانتے تھے کہ اگر نطشے، گوئٹے، ملٹن اور شیکسپیئر مغرب کے نمائندہ تھے اور ان کو مغرب میں ایک بلند مقام حاصل تھا تو وہی رتبہ علامہ اقبال کو مشرق میں ملا تھا۔ اگر مغرب میں کوئی نطشے اور شیکسپیئر کو پرستش کی حد تک چاہتا تھا تو مشرق میں ایسے لوگ تھے اور ہیں جو اقبال کا بہت احترام کرتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ اقبال نے اپنے آپ کو ''شاعرِ مشرق'' گردانا:

آدابِ جنوں شاعرِ مشرق کو سکھا دو　　　تہذیبِ نوی کارگہ شیشہ گراں ہے!

بلا شبہ اقبال کی شاعری کے پرتو اتنے ہمہ جہت ہیں کہ ہر پڑھنے والے کو اس میں بسا اوقات اپنے افتادِ طبع کے طفیل، کوئی نہ کوئی پہلو ایسا نظر آ جاتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ حضرت علامہ نے فلاں بات پر سب سے زیادہ زور دیا ہے اور پھر اُس سے رہا نہیں جاتا بلکہ وہ ان کو ایک نئے خطاب سے نوازا جاتا ہے۔ اقبال کی شاعری کا ایک رُخ یہ ہے کہ وہ عزت کے ساتھ جینے، اپنے حقوق کو دوسروں کے ہاتھوں غصب ہونے سے بچانے اور دنیا کی رہبری کا حق ادا کرنے کے لیے ایمان کے ساتھ ساتھ بے پناہ مادی، مالی اور حربی طاقت کا حصول لازمی قرار دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ دنیا میں قوموں کو زندہ رہنے کے لیے اپنے مقاصد کے حصول کی خاطر قوت کا حصول ازبس ضروری بلکہ ناگزیر ہے۔ محض فلسفہ اور بحث و تکرار سے کام نہیں چلتا:

تیرے نصیب فلاطوں کی تیزی ادراک　　　میرے لیے ہے فقط زورِ حیدری کافی!

میری نظر میں یہی ہے جمال زیبائی! کہ سر بسجدہ ہیں قوت کے سامنے افلاک
نہ جلال تو حسن و جمال بے تاثیر ترا نفس اگر نغمہ ہو نہ آتش ناک!

اس طرح کی بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جنہیں حضرت اقبال طاقت کے حصول کی وکالت کرتے ہیں۔

لیکن یہاں پر راقم اقبال کی شاعری بلکہ فلسفہ کے جس پہلو کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہے اُس پر شاید بہت کم لکھا گیا ہے۔ وہ ہے نظام ہست بود میں انسانی عظمت اور اُس کا مقام۔ بدقسمتی سے ہمارے عام لوگ بالعموم اور علماء حضرات بالخصوص انسان کو کبھی نطفہ غلیظ کی پیداوار قرار دیتے ہیں تو کبھی اس کو گندگی کے ڈھیر سے تعبیر کرتے ہیں تو کبھی اس کو کائنات میں ایک حقیر کیڑے سے زیادہ بلند حیثیت دینے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ یہ سب کچھ اُس ہستی کے بارے میں کہا جاتا ہے جسے اللہ نے اپنے کمال قدرت سے مٹی سے بنایا ہے اور پھر اُس کے قالب میں ''اپنی'' روح پھونک کر کارخانہ قدرت میں سب سے خوبصورت اور سب سے عظیم الشان ہستی کا اضافہ کیا۔ پھر اُس کو سب کچھ سے نوازا جن پر خود اللہ کو ناز ہے۔ مثلاً اللہ سراپا علم ہے۔ اُس نے انسان کو، اور یاد رہے صرف انسان کو، علم کی دولت سے مالا مال فرمایا۔ اللہ سراپا حسن ہے اور اُس نے انسان کو خوبصورت ترین سانچے میں ڈھالا۔ اللہ سجدہ کے لائق ہے اور اُس نے انسان کو مسجود ملائک بنایا۔ اللہ خالق ہے۔ اُس نے انسان کو ایجاد کی خوبی سے سرفراز فرمایا۔ کیا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو محروم رکھا ہو۔ اس دنیا کو اور جو کچھ اس میں ہے کو انسان کی خاطر پیدا فرمایا اور خود انسان کو اپنے لیے:

نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے جہاں ہے تیرے لیے تو نہیں جہاں کے لیے

پھر انسان کو اللہ نے اپنا خلیفہ نامزد کر کے بلند ترین مقام پر فائز کیا۔ ایک اوسط درجے کا قاری بھی اس حقیقت سے آشنا ہے کہ خلیفہ کا کام اپنے پیرومرشد کے سبھی افعال کو سرانجام دینا ہوتا ہے جو اُس کا مرشد اُس سے دور کہیں اور بیٹھا سرانجام دے رہا ہوتا ہے۔ اقبال انسان کے اس مقام سے بخوبی واقف ہے۔ اپنی نظم ''مسجد قرطبہ'' میں اقبال اسی حقیقت سے پردہ اُٹھاتا ہے:

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ غالب و کارآفریں، کارکشا، کارساز
خاکی و نوری نہاد بندہ مولا صفات ہر دو جہاں سے غنی، اس کا دلِ بے نیاز

انسان کی خوبصورتی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''بے شک ہم نے انسان کو نہایت خوبصورت سانچے میں ڈھالا''۔ انسان کا خوبصورت سراپا بھی اُس کے عظیم ہونے پر دال ہے۔ اقبال اپنی کتاب ''بالِ جبریل'' کی نظم ''فرشتے آدم کو جنت سے رخصت کرتے ہیں'' میں فرشتوں کے اُس رشک کا بہت حسین پیرائے

میں ذکر کرتے ہوئے ان کی زبان میں انسان سے مخاطب ہے:

سنا ہے خاک سے تیری نمود ہے، لیکن — تری سرشت میں ہے کوکبی و مہتابی!
جمال اپنا اگر خواب میں بھی تو دیکھے — ہزار ہوش سے خوشتر تری شکر خوابی

دنیا کے تقریباً تمام الہامی مذاہب کے پیروکار اس بات پر متفق ہیں کہ جب آدم علیہ السلام کو جنت سے بے دخل کر کے زمین پر اتارا گیا تو وہ بہت رنجیدہ اور پژمردہ ہوا تھا۔ اور اُس نے بہت آہ و بکا کی تھی۔ لیکن اقبال کی نظر فلک رسا اور حیران کن بلندی تخیل کچھ اور ہی دیکھ رہی ہے۔ اُنہیں آدم کی اس افتاد میں اُس کی شہنشاہیت اور لامحدود خود مختاری نظر آ رہی ہے۔ اقبال کی ولولہ انگیز نظم ''روح ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے'' میں دنیا کی روح انسان سے مخاطب ہے:

ہیں تیرے تصرف میں یہ بادل، یہ گھٹائیں — یہ گنبد افلاک، یہ خاموش فضائیں
یہ کوہ، یہ صحرا، یہ سمندر، یہ ہوائیں — تھیں پیش نظر کل تو فرشتوں کی ادائیں
آئینہ ایام میں آج اپنی ادا دیکھ! — سمجھے گا زمانہ تیری آنکھوں کے اشارے!
دیکھیں گے تجھے دور سے گردوں کے ستارے! — ناپید تیرے بحرِ تخیل کے کنارے!
پہنچیں گے فلک تک تیری آہوں کے شرارے — تعمیرِ خودی کر، اثرِ آہِ رسا دیکھ!

اقبال انسان کی خودی اور اس خودی کی تعمیر و پرورش کی بدولت انسان عظمت کی جو بلندیاں حاصل کرتا ہے اُن سے بخوبی آگاہ بھی ہے اور اُن کا قائل بھی۔ آپ انسان کو خودی اور جہد مسلسل کے توسط سے اس دنیا کو اپنے لیے جنت نظیر بنانے کی تعلیم دیتے ہوئے اسی نظم میں انسان سے مخاطب ہے:

خورشید جہاں تاب کی ضو تیرے شرر میں — آباد ہے اک تازہ جہاں تیرے ہنر میں
جچتے نہیں بخشے ہوئے فردوس نظر میں — جنت تیری پنہاں ہے تیرے خونِ جگر میں

اے پیکرِ گل کوششِ پیہم کی جزا دیکھ!

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ انسان کا پیوند مٹی سے ہے اور مٹی ہی میں اُسے اُترنا ہے۔ اسلام اور عیسائیت ہر دو مذاہب کے پیشوا انسان کو اسی نسبت سے عاجزی وانکساری اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ سیاسی رہنما وطن سے محبت اور اپنی مٹی سے وفاداری برتنے کی تبلیغ کرتے ہوئے نہیں تھکتے۔ اقبال اس حقیقت سے انکاری نہیں ہے لیکن اُن کے پاس اس کے برعکس یہ دلیل ہے کہ مانا کہ انسان کا خمیر مٹی سے اُٹھایا گیا ہے لیکن اس کا جوہر، اس کی روح جو خداوند عظیم سے اُس کو ملی ہے، وہ اُس کو ایسی عظیم ہستی میں تبدیل کرتی ہے جس کا تعلق مٹی سے ہونے کے باوجود خدائی صفات سے متصف کرتی ہے۔ اگر وہ اپنی اس عظمت کا ادراک کرے، بالفاظِ دیگر وہ

اپنی خودی کی پرورش کرے تو عجب نہ ہوگا کہ وہ زمان و مکان کی قیود کو توڑ کر حدود پھلانگ کر امر بن جائے:

خاکی ہے مگر اس کے انداز ہیں افلاکی — رومی ہے نہ شامی ہے کاشی ، نہ سمرقندی
سکھلائی فرشتوں کو آدم کی تڑپ اُس نے — آدم کو سکھاتا ہے آدابِ خداوندی

اس موضوع کو تھوڑے سے مختلف الفاظ میں بیان کرتے ہوئے اقبال اس حقیقت کا اظہار کرتا ہے کہ یہ مسلّم ہے کہ انسان کی تخلیق مٹی سے کی گئی ہے لیکن اللہ نے اُس کو ایسے عظیم جوہر عطا کیے ہیں جن کی بناء پر اُس کا تعلق زمین سے کم اور سماوی چیزوں سے زیادہ ہے۔

فطرت نے مجھے بخشے ہیں جوہر ملکوتی ! — خاکی ہوں مگر خاک سے رکھتا نہیں پیوند

اقبال فرماتے ہیں کہ انسان کا مقام ستاروں ، سیاروں ، چاند اور سورج سے کہیں اعلیٰ و ارفع ہے۔ انسان ایک زندہ حقیقت ہے جسے قدرت نے لازوال و لامتناہی خوبیوں سے مالامال کیا ہے۔ زمین سے نسبت رکھنے کے باوجود وہ کارہائے نمایاں سرانجام دے رہا ہے کہ عقل حیران اور خرد پریشان ہے۔ ایک انسان جو زندہ جاوید ہستی ہے اور جو اتنا عظیم کہ ستاروں پر کمندیں ڈال رہا ہے قطعاً ستاروں کی گردش کا تابع ہو ہی نہیں سکتا:

ستارہ کیا میری تقدیر کی خبر دے گا — وہ خود فراخی افلاک میں ہے خوار و زبوں

اور:

تیرے مقام کو انجم شناس کیا جانے — کہ خاک زندہ ہے تو تابع ستارہ نہیں

اسی دلیل کو تھوڑا آگے بڑھاتے ہوئے اقبال اپنی مشہور نظم ''ساقی نامہ'' میں فرماتے ہیں کہ انسان کے اندر آگ کی مانند روح اور اس روح کے طفیل جوشیلے جذبے کا تعلق آب و گل سے عبارت اس کرّہ سے ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ دنیا اگر دنیا ہے تو اس کی اہمیت اس بناء پہ ہے کہ یہ انسان جیسی عظیم ہستی کا مسکن ہے اور انسان کو اس حقیقت کا ادارک کرنا چاہیے۔ سنگ و خشت کی یہ دنیا اُس کے پاؤں کی زنجیر نہیں بنی چاہیے بلکہ انسان کو چاہئے کہ وہ اس کو ٹھوکر مار کر لافانی و لازوال بلندیوں کی جانب پرواز کرے:

تری آگ اس خاکداں سے نہیں — جہاں تجھ سے ہے ،تو جہاں سے نہیں
بڑھے جا یہ کوہِ گراں توڑ کر — طلسمِ زمان و مکاں توڑ کر !

اقبال سمجھتا ہے کہ بالآخر جب انسان اپنی شناخت پالیتا ہے اور وہ اپنے اندر خدا کی ودیعت کردہ ملکوتی صفات سے روشناس ہوجاتا ہے تو اُس کا مسکن یہ دنیا ہونے کے باجود اس کا رشتہ ناطہ اس سے کٹ جاتا ہے اور وہ روحانی طور پر اتنا پاکیزہ اور ذہنی لحاظ سے اتنا بلند آہنگ رتبہ حاصل کرلیتا ہے کہ وہ اپنی خودی کی بدولت خدا تک رسائی حاصل کرلیتا ہے۔تب مکان و لامکان میں فاصلے مٹ جاتے ہیں اور اُسے احساس ہونے لگتا ہے کہ:

اگر یک سرِ موئے برتر پرم　　　فروغ تجلی بسوزد پرم

اور:

تو اے اسیر مکاں! لامکاں سے دور نہیں　　　وہ جلوہ گاہ ترے خاکداں سے دور نہیں

پھر وہ چاند، سورج، ستاروں اور سیاروں کو پیچھے چھوڑ کر اُن سے کہیں آگے نکل جاتا ہے:

فضا تری مہ و پرویں سے ہے ذرا آگے!　　　قدم اُٹھا یہ مقام آسماں سے دور نہیں

اس مقام پر پہنچنے کے بعد خالق اور مخلوق کے درمیان نہ صرف تمام پردے ہٹ جاتے ہیں بلکہ یہی انسان جس کو ناسمجھ لوگ تقدیر کی زنجیروں میں جکڑا ہوا سمجھتے ہیں بذات خود اللہ تعالیٰ کی تقدیر بن جاتا ہے۔ وہ حقیقی معنوں میں ''ید اللہ'' بن جاتا ہے اور یہ دنیا و مافیہا اس کے تصرف میں آجاتے ہیں اور اُس میں وہ طاقت آجاتی ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اُس کا تابع فرمان بن جاتا ہے اور اس کی آنکھوں کے اشارے پر چلتا ہے:

لوح بھی تو قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب　　　گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حَباب!

عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ　　　ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب!

اقبال کا انسان جو پہلے بھی ملائک کا ہمرکاب تھا اپنی جائے سکونت تبدیل کرنے اور آسمان کی بلندیوں سے زمین کی پستیوں میں جاگزیں ہونے کے باوجود اپنی عظمت سے ہاتھ نہیں دھو بیٹھا بلکہ اُسی طرح ان کی ہمسری بلکہ برتری برت رہا ہے۔ خطہ ہائے زمین اُس کو پابند اور اُس عظمت سے محروم نہیں کر سکتے جو روز اوّل سے اس کو میسر ہے:

ہمسایہ جبریلِ امیں بندہ خاکی　　　ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشاں

اور تو اور اقبال، جبرئیل علیہ السلام کو بھی اپنا ہمسر نہیں گردانتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ جبریل کو اور کچھ سکھایا ہی نہیں گیا سوائے تسبیح و مناجات کے اور نہ اس کو آدم کی طرح نفس و خواہش، جاہ و جلال کی بھوک، جنس و شہوت اور لالچ و حرص میں مبتلا کیا گیا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام کی اصلی عظمت تو تب ہوتی اگر اس کو انسان کی طرح ان آزمائشوں میں ڈالا جاتا اور وہ پھر بھی اپنا سارا وقت ذکر و تسبیحات میں گزارتا۔ اقبال جبرائیل علیہ السلام سے مخاطب ہے:

نہ کر تقلید اے جبریل میرے جذب و مستی کی　　　تن آساں عرشیوں کو ذکر و تسبیح و طواف اولیٰ

اب رہ جاتا ہے یہ سوال کہ آیا سانس کھینچنے والا ہر آدمی اُس اعلیٰ معیار پر پورا اترتا ہے اور وہ عظمت کی اُن بلندیوں کا دعویٰ کرنے کا حقدار ہے جن کے بارے میں اقبال کبھی اُس کو ہمسایہ جبریل علیہ السلام امیں ٹھہراتا ہے تو کبھی اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اُس کا مقام ماہ و ستارہ سے بھی آگے ہے۔ کبھی اُس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

وہ بحر ہے آدمی کہ جس کا ہر قطرہ ہے بحرِ بے کرانہ

تو کبھی اُس کو لوح وقلم اور کبھی اللہ کا ہاتھ قرار دیتے ہیں۔ بنی نوع انسان پر ایک اجمالی نظر ڈالنے سے اس سوال کا جواب ہمیں نفی میں ملتا ہے۔ وہ انسان جس کا مقام انتہائی ارفع ہے ابھی تک پوری استعداد و استطاعت کے مطابق نتائج دینے میں کامیاب نہیں ہوا۔ وہ مسلسل تگ و دو میں ہے کہ اللہ نے اس کو جن خوبیوں سے نوازا ہے اُن سب کو بروئے کار لا کر اپنے آپ کو حقیقی معنوں میں خدا کا خلیفہ ثابت کرے:

مہ وستارہ سے آگے مقام ہے جس کا! وہ مشت خاک ابھی آوارگانِ راہ میں ہے!

آیئے ذرا غور کریں کہ اقبال کی نظر میں وہ کونسے عوامل اور اعمال ہیں جن کو اختیار کرنے سے انسان ''ہمسایہ جبریلِ امین'' اور اللہ کا ہاتھ بن جاتا ہے۔ شاعر کی نظر میں انسان کا مقام سوائے اللہ کے ہر چیز سے بلند ہے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انسان کو زمینی زندگی بہت مختصر عطا کی گئی ہے۔ اس مختصر زندگی میں وہ عملِ پیہم کے ذریعے آگے ہی آگے بڑھتا جا رہا ہے۔ اقبال انسان کو یہ سمجھانا چاہتا ہے کہ اللہ نے انسان کے لیے جو اعلیٰ ترین معیار اور بلند ترین مقام پسند فرمایا ہے وہاں اللہ تک پہنچنے کے لیے سعی مسلسل کی ضرورت ہے اور انسان کو چاہیے کہ وہ مہد سے لحد تک اس مقام تک پہنچنے کے لیے انتھک جدوجہد اور سفر کرتا رہے:

ہر ایک مقام سے آگے مقام ہے تیرا حیات ذوقِ سفر کے سوا کچھ اور نہیں

رہی یہ بات کہ انسان کو اس مشکل اور پُر خار سفر کے دوران کیا سامان کرنا چاہیے اور کیا زادِ راہ اپنے پاس رکھنا چاہیے تاکہ وہ اس بلند مقام تک رسائی حاصل کر سکے جو خداوند تعالیٰ نے اس کے لیے مقرر کیا ہے۔ اقبال کی نظر میں اولین شرط یہ ہے کہ آدمی کو سب سے پہلے اپنے آپ کو پہچاننا چاہیے کہ وہ کون ہے، کیا ہے، اُس کا مقصدِ تخلیق کیا ہے، وہ کیا مقاصد ہیں جن کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین پر بھیجا، کائنات میں اس کا مقام کیا ہے اور خدا کی دیگر مخلوقات کے ساتھ اس کی نسبت کیا بنتی ہے۔ ان تمام تفاصیل کا اجمالی نام ''خودی'' ہے۔ اگر انسان اس خودی کی پرورش کر سکا تو خاک وخون کا یہ چھوٹا سا جاندار جسے عرف عام میں انسان کہتے ہیں ایک ایسے لافانی شعلے کی حیثیت حاصل کر لے گا جو اپنے اردگرد باطل کی تمام خس و خاشاک کو جلا کر راکھ کر دینے کی صلاحیت کا متحمل ہوگا اور خود کندن بن کر لازوال ہو جائے گا:

خودی کی پرورش وتربیت پہ ہے موقوف کہ مشتِ خاک میں پیدا ہو آتشِ ہمہ سوز!

اقبال ایک جگہ فرماتے ہیں کہ اگر انسان واقعی قیمتی بننا چاہتا ہے اور بلند مقام پر فائز ہونے کی آرزو رکھتا ہے تو اُس کو اپنی خودی کی حفاظت کرنی ہوگی ورنہ اس کا مقام بھی دوسرے جانداروں سے مختلف نہیں ہوگا:

گراں بہا ہے تو حفظِ خودی سے ہے، ورنہ گہر میں آبِ گہر کے سوا کچھ اور نہیں

عظیم بننے اور خدا کے متعین کردہ مقام پر متمکن ہونے کے لیے اقبال ہمیں ایک اور گُر سے روشناس کراتا ہے۔ وہ ہے گریہ نیم شبی اوراپنے خالق ، مقصد تخلیق کائنات، مقصدِ زیست اور ان تمام چیزوں کے ساتھ اپنے تعلق ونسبت کے بارے میں عمیق غور وفکر۔ اگر انسان یہ سب کرسکا اور پھر حاصل کردہ افکار کی روشنی میں سفر حیات پر چل پڑا تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اُس مقام پر کمند نہ ڈال سکے جو اُس کے لیے متعین شدہ ہے۔ دھیرے دھیرے یہی خاک سے عبارت انسان وہ رفعت حاصل کر لے گا کہ بلند آسمان کے بلند ستارے زمین کے بظاہر پست انسان کی بلند پروازی سے خائف ہو جائیں گے:

عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں ۔۔۔ کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ ماہِ کامل نہ بن جائے

لیکن یہ تب ممکن ہوگا اگر:

واقف ہو اگر لذتِ بیداری شب سے ۔۔۔ اونچی ہے ثریا سے بھی یہ خاکِ پُراسرار!
آغوش میں اس کی وہ تجلی ہے کہ جس میں ۔۔۔ کھو جائیں گے افلاک کے سب ثابت و سیار!

حاصلِ کلام یہ کہ اگر انسان اپنی خودی کی حفاظت و پرورش کر سکا ، اپنی زندگی کو جہد مسلسل سے تعبیر کرسکا ، اپنے اندر عقابی روح بیدار کر سکا جو ہمیشہ بلند پروازی پر اُکساتی ہے اور اپنے آپ کو شب بیداری کی لذت سے آشنا کر سکا تو وہ ایک انسانِ کامل کا روپ دھار لے گا اور اُس کی فکر ونظر میں وہ وسعت اور گہرائی آ جائے گی کہ مستور کائنات میں تمام پردے اُس کے لیے اُٹھ جائیں گے اور زمین وآسمان ، چاند اور سورج ، پہاڑ و دریا الغرض کہ فطرت بذات خود اس کی چمک دمک سے خیرہ ومسحور ہو جائے گی۔ اقبال انسان سے مخاطب ہے:

دیکھے تو زمانے کو اگر اپنی نظر سے ۔۔۔ افلاک منور ہوں تیرے نورِ سحر سے
خورشید کرے کسبِ ضیاء ترے شرر سے ۔۔۔ ظاہر تری تقدیر ہو سیمائے قمر سے
دریا متلاطم ہوں تری موجِ گرہ سے ۔۔۔ شرمندہ ہو فطرت تیرے اعجازِ ہنر سے

اقبال کی نظر میں انسان وہ عظیم ہستی ہے جسے اللہ نے کائنات کی ظاہر و باطن تمام چیزوں کی خلافت و قیادت کے لیے پیدا کیا۔ نظام ہستی میں انسان کا وجود ایک لپکتے اور تابناک شعلے کی مانند ہے جو باقی مخلوقات کی قید میں آ ہی نہیں سکتا۔ خداوند قدوس نے اسی شعلے کے مصداق آزاد پیدا کیا اور یہی وجہ ہے کہ وہ آزادی کا دلدادہ اور غلامی سے متنفر ہے۔ علاوہ ازیں یہ کائنات و مافیہا اللہ نے انسان کے تصرف کے لیے پیدا کیے ہیں۔ انسان کو ان چیزوں سے اعلیٰ اور افضل تخلیق کیا اور اُسے ان تمام چیزوں کا رہبر بنا کر بھیجا۔ لیکن اقبال حیران ہے کہ انسان اپنی پوری استعداد کے مطابق حقِ رہبری ادا کرنے سے قاصر کیوں ہے اور وہ ان چیزوں کا غلام کیوں بنا جو اُس کے غلام ہونے چاہیے تھے۔ اقبال انسان سے فرماتا ہے:

تو ظاہر و باطن کی خلافت کا سزاوار — کیا شعلہ بھی ہوتا ہے غلامِ خس و خاشاک؟

مہر و مہ و انجم نہیں محکوم تیرے کیوں؟ — کیوں تیری نگاہوں سے لرزتے نہیں افلاک؟

انسان کی تمام تر عظمت اور دوسری تمام مخلوقات پر اُس کی فضیلت بیان کرنے اور اُس کی ہمہ جہت صفات و اشگاف الفاظ میں آشکارا کرنے کے باوجود اقبال کو شکوہ ہے کہ دنیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو انسان کو حقیر سمجھتے ہیں۔ انسان کو زمین پر بھیجنے کے الٰہی منصوبے کی اکثر لوگ غلط توضیح کرتے ہوئے آدمی کو پیدائشی گناہگار اور پتہ نہیں کیا کیا سمجھتے ہیں۔ ان کم فہم لوگوں سے اقبال گلہ کرنے کے انداز میں فرماتے ہیں کہ انہوں نے تمام اسرار و رموز سے پردے ہٹادیئے اگر پھر بھی آپ کو انسان کی عظمت سمجھ میں نہیں آتی تو یہ تیری نظر کا فتوراور لاعلاج مرض ہے:

میں نے تو کیا پردہ اسرار کو بھی چاک — دیرینہ ہے تیرا مرضِ کور نگاہی

## انا للہ وانا الیہ راجعون

گذشتہ ماہ مرکزی سیکرٹریٹ تحریک منہاج القرآن پر خدمات سرانجام دینے والے درج ذیل مرکزی قائدین و سٹاف ممبران کے اعزاء و اقارب انتقال فرماگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

☆محترم احمد نواز انجم (نائب ناظم اعلیٰ تنظیمات) کی والدہ محترمہ

☆محترم شہزاد رسول قادری (ڈائریکٹر پبلک ریلیشننگ TMQ اور چیف آرگنائزر بزم قادریہ منہاج یونیورسٹی) کی والدہ محترمہ

☆محترم ڈاکٹر علی اکبر قادری (چیف ایڈیٹر ماہنامہ منہاج القرآن) کے بہنوئی

☆محترم محمد یوسف منہاجین (ایڈیٹر ماہنامہ منہاج القرآن) کے چچا محترم محمد فاروق بانیاں (نکیال۔آزاد کشمیر)

☆محترمہ سدرہ گیلانی (سابقہ اسسٹنٹ ایڈیٹر ماہنامہ دختران اسلام) کے والد گرامی

☆محترم محمد عاصم (سیکیورٹی ممبر مرکز) کے والد محترم

☆محترم محمد اصغر انجینئر (نظامت تعمیرات) کی والدہ محترمہ

☆محترم یاسر خان (سیکیورٹی انچارج) کے بہنوئی

☆محترم محمد عمر (آفس سیکرٹری نظامت اجتماعات) کے والد محترم

☆محترم ڈاکٹر محمد اکرم رانا (ڈین شعبہ اسلامیہ منہاج یونیورسٹی) کے برادر نسبتی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، محترم صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی، محترم خرم نواز گنڈا پور اور جملہ مرکزی قائدین و سٹاف ممبران نے مرحومین کی مغفرت کیلئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی بخشش و مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

# بچوں کا عالمی دن

فریال احمد

جب ہم اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں اور اس کو سمجھتے اور جانتے ہیں تو ایک بات بہت واضح نظر آتی ہے کہ ہمارے دین میں سب سے جاندار کردار عورت کا نظر آتا ہے۔ اسلامی تاریخ کے ہر روشن دور میں مسلم خواتین نے کئی کئی محاذ سنبھالے۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ کوئی تنظیم کوئی تحریک کوئی ملک اپنی ترقی کے عروج تک نہیں جب تک اس ملک کی 50% آبادی اپنا مثبت کردار ادا کرے چونکہ عورت کا کردار گھر اور گھر سے باہر ہر دور ہر زمانے میں رہا ہے تو اسلام گھر اور گھر سے باہر ہر دور اور ہر زمانے میں رہا ہے تو اسلام نے مرد اور عورت دونوں کو گھر اور چار دیواری کے لئے کچھ اصول وضوابط مقرر کر دیئے اور پھر انہیں ان کا پابند بنا دیا ہے۔

بچوں کی تربیت میں والدین کا کردار بنیادی اہمیت رکھتا ہے اور ماں کی گود کو بچے کی اولین درس گاہ بجا طور پر کہا جاتا ہے۔ نپولین بونا پارٹ نے درست ہی کہا تھا کہ تم مجھے اچھی مائیں دو میں تمہیں اچھی قوم دوں گا بچے کی سیرت اور اس کے کردار میں ماں کا بڑا ہاتھ ہے۔

''ماں'' بظاہر تین حرفی لفظ ہے مگر محبت وخلوص، ایثار وقربانی، رحمت وشفقت، بے نیازی، خلوص اور خاکساری کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ ماں ایک ایسا سائبان ہے جو سورج کی تیز وتند شعاعوں، بارش کے بے رحم تھپیڑوں اور آندھی کے بے لگام جھونکوں کو اپنے سینے میں دفن کر لیتی ہے کیونکہ کسی قسم کے لالچ کے بغیر، کسی صلہ کی پرواہ کئے بغیر اپنے بچے کو اپنا خون جگر پلاتی ہے اپنے منہ کا نوالہ چھین کر بچے کے منہ میں ڈالتی ہے۔

بچوں کی خاطر ماں اوڑھنی کو، بابا پگڑی کو بیچ ڈالے  کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

اسلام دین فطرت ہے جس نے ہر ذی روح کے حقوق وفرائض کا تعین کر کے اپنے پیروکاروں کو حکم دیا ہے کہ وہ حقوق العباد میں کوتاہی اور غفلت نہ برتیں تا کہ معاشرے میں عدل وانصاف قائم رہے۔ اسی طرح اللہ نے اولاد کے حقوق کا بھی تعین کر دیا ہے جو کہ نومولود کے پیدا ہوتے ہی شروع ہو جاتے ہیں۔ نومولود کا پہلا حق جو

اس کے والدین کے ذمہ ہے وہ اس کی زندگی اور جان کا تحفظ ہے۔قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہو رہا ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا.

''اور تم اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل مت کرو، ہم ہی انہیں (بھی) روزی دیتے ہیں اور تمہیں بھی، بے شک ان کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے''۔ (بنی اسرائیل:۳۱)

پھر بچوں کے بنیادی حقوق ان کے نام رکھنے سے لے کر عقیقہ، تعلیم و تربیت، پرورش، شادی اور وراثت تک کے مسائل ہیں۔ جن کے بارے میں ہمارے دین نے ساری راہنمائی فرمادی ہے۔

گذشتہ دو دہائیوں کے دوران ہونے والی سائنسی ترقی نے انسانی شعور کی بہت سی طلسماتی اور تصوراتی کہانیوں کو اب سادہ حقیقتوں میں بدل کر رکھ دیا ہے یہ دستور زمانہ ہے اور ایک لافانی حقیقت کہ دنیا کی سبھی قوموں کا قیمتی سرمایہ بچے ہوا کرتے ہیں مگر آج اس وقت وہ گود کا کھلونا ہیں تو آگے چل کر یہی بچے مستقل کے معمار بنیں گے اور وہ زندگی گزارنے کے سلیقے ڈھنگ طور طریقے سیکھ کر معاشرے کا حصہ بنیں گے اس کے لئے ضروری ہے کہ ان کی تربیت اس طرز پر کی جائے کہ ان کے رگ و ریشہ میں دین کی روح پھونک دی جائے۔ اس کا آغاز ماں کی گود سے کیا جائے اور ماں خود صفات کاملہ کی حامل ہو اس لئے کہ بچے جیسے ماں کو دیکھتے ہیں ویسا بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ لہذا اسی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر ایک ماں مثالی ماں تبھی بنتی ہے جب وہ اپنی ذمہ داریوں کو اسلامی اصول اور قوانین کے مطابق نبھائے کیونکہ

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ　　　　اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں

ماں اپنے خاندان کی روح رواں ہوتی ہے اسی کے وجود سے گھر کا نظام قائم رہتا ہے اس کے بعد والد اہم کردار ادا کرتا ہے۔ لہذا والدین کی طرف سے اپنے بچوں کی اچھی تربیت کی ہوگی تو خاندان کی ساکھ بھرم اور نظم و ضبط کو قائم دیکھا جاسکتا ہے اسی صورت میں خاندان کا ہر فرد برا وقت پڑنے پر یا کسی اور آزمائش کے وقت ثابت قدمی سے جم کر صورت حال کا مقابلہ کرسکتا ہے۔

بے جا لاڈ پیار بعض اوقات بچوں کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتا ہے اور ان کے مستقبل کو تاریک بھی کرسکتا ہے۔ اس کی وجہ موقع محل کی پہچان اور عدم پہچان ہے۔ والدین کو چاہئے کہ بچوں کی حرکات وسکنات اور ان کی سرگرمیوں پر نظر رکھیں۔ ان کا پسندیدہ مضمون کیا ہے؟ کھیل کون سا پسند ہے؟ فارغ وقت میں بچہ کیا کرتا ہے؟ والدین کے ساتھ اس کا تعلق کیسا ہے؟ بہترین تربیت کے حوالے سے بچے کی عمر کے لحاظ سے والدین کو

باہم مشاورت ضرور کرنی چاہئے۔

ہر بچے کی تمنا ہوتی ہے کہ گھر میں اس کی ممتاز حیثیت ہو۔ اس کا اپنے گھر میں نمایاں مقام ہو۔ اس تقاضے کے تحت وہ مشکل سے مشکل کام بھی سرانجام دے لیتا ہے۔ جیسے جیسے بچے کا شعور پختہ ہوتا ہے اس میں عزت نفس اور خودداری کا احساس بڑھتا جاتا ہے۔ قدرت نے تمام انسانوں کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اس لئے ہر بچہ اپنی انفرادیت کا خواہاں ہوتا ہے۔ بچے کی خودداری اور اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے متناسب اور متوازن رویہ اختیار کریں نہ اس قدر آزادی دیں کہ بچہ شرم و حیاء اور ذمہ داریوں کا احساس نہ کرے اور نہ ہی اتنا دبایا جائے کہ وہ دیواریں پھلانگنے پر مجبور ہو جائے۔

عقل مند والدین اپنی اولاد کی تربیت پر نظر رکھتے ہیں ان کو اچھا انسان بنانے کی کوشش کرتے ہیں حسن خوبی اور سلیقہ سے پیار و محبت سے تربیت کرتے ہیں بچوں کی تربیت کا مرحلہ اتنا ہے اہم ہے کہ اس کی ابتدا ماں کے پیٹ سے ہی شروع ہو جاتی ہے۔ جس قسم کے نظریات و خیالات اور رجحانات ماں کے ہوں گے وہی خیالات لے کر بچہ دنیا میں آتا ہے۔ بحر حال یہ بات ضرور ہے کہ بچپن سے والدین کو چاہئے کہ بچوں کے لئے دعا مانگنے کا بھی اہتمام کریں۔ ان کی بہتر تعلیم و تربیت کے لئے اچھے رشتوں کے لئے ان کی روزی میں برکت کے لئے زندگی میں محبت و عافیت کے لئے ضرور دعا مانگیں کیونکہ بچے والدین کے لئے صدقہ جاریہ ہوتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک گھر ایسا ہے جسے دارالفرح یعنی خوشیوں کا گھر کہا جاتا ہے اس میں وہ لوگ داخل ہونگے جو بچوں کو خوش رکھتے ہیں۔

قارئین محترم اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بچوں کا خوش رکھنا اللہ کی رضا مندی کا سبب بھی ہے۔ بچوں کو خوش رکھنے کے کئی طریقے ہیں مثلاً ان کے ساتھ کھیل میں شامل ہونا۔ ان کی جائز اور معصوم خواہشات کا احترام کرنا۔ اچھے اخلاق اور خندہ پیشانی سے پیش آنا۔ یاد رکھئے کہ بچوں کی تعلیم بڑے سکولوں میں داخلہ دلوا دینا اور ٹیوشن کی بھاری بھاری فیسیں ادا کر دینا کافی نہیں ہے بلکہ تعلیم محبت، ہمدردی، سچائی، خدمت خلق، تہذیب اور ادب سکھانے کا نام ہے۔

پیارے آقا ﷺ نے فرمایا کہ انسان اپنے دوست کے طریقے پر ہوتا ہے اس لئے ہر شخص یہ دیکھ لے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔ بچے جب سن شعور کو پہنچیں ان کے لئے نیک اور سمجھدار دوستوں کا انتخاب کریں جو انہیں دین کی حقیقت سمجھائیں اور ایسی بنیادی باتیں سکھائیں جو ہر چیز پر محیط ہوں۔

ہمارے پاکستانی معاشرے میں بچوں کو شرعی مسائل کی تعلیم کے حوالے سے اہم بات ہے کہ والدین

اپنی شرم و حیا کی وجہ سے ان کو ضروری شرعی مسائل تک سے ناواقف رکھتے ہیں لہذا ہونا یوں چاہئے کہ جیسے ہی والدین محسوس کریں کہ اولاد بالغ ہونے کے قریب ہے ان میں دینی و شرعی مسائل سمجھنے کی صلاحیت موجود ہے تو وہ انہیں نہایت پیار و حکمت سے ضروری باتیں سمجھا دیں۔

وضو کے ذریعے پاک و صاف ہونے کا تصور سمجھایا جائے۔ بچوں کو بول کر نماز پڑھ کر سکھائی جائے۔ نماز سے متعلق واقعات اور کہانیاں سنائی جائیں۔ احادیث اور قرآنی آیات یاد کرائی جائیں۔ کلمے دعائیں زبانی یاد کرائی جائیں۔نعت پڑھنے کا شوق پیدا کیا جائے۔گروپ بنا کر بچوں سے نعتیں سنی جائیں۔نعت کے کلچر سے بچوں کے معصوم ذہنوں سے پراگندگی اور کنفیوژن دور کی جائے۔ ان کے دلوں میں پیارے آقا ﷺ سے محبت و ادب اور عظمت کا تصور راسخ کیا جائے اور تقریر کی صلاحیت بھی پیدا کی جائے۔

بالخصوص علم سے محبت ہوگی تو احساس جنم لے گا۔ اس کے ساتھ جسمانی اور روحانی تربیت ان خطوط پر کی جائے کہ بچوں کے سامنے عملی کردار کا مظاہرہ کیا جائے۔ انہیں جدید علوم سکھائے جائیں اور ادب کی چاشنی سے روشناس کرایا جائے۔قومی زبان کی حلاوت سے واقف کرائیں۔ ملک وقوم سے محبت کا درس دیں اور ایسا علم دیں جو زندگی کے قرینے سکھائے۔

چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موج حوادث سے　　　اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہو جائے

## اطلاع عام

عبدالمنان وارثی (سابقہ ریسپشنسٹ مین گیٹ استقبالیہ مرکزی سیکرٹریٹ تحریک) کو تحریک منہاج القرآن کے انتظامی نظام العمل کے قواعد وضوابط کی سنگین نوعیت کی خلاف ورزی اور اخلاقی اقدار سے منحرف سرگرمیوں میں ملوث پائے جانے پر نہ صرف مرکزی سیکرٹریٹ کی ملازمت بلکہ تحریکی رکنیت سے بھی خارج کر دیا گیا ہے۔ لہذا عبدالمنان وارثی تحریک کے کسی بھی فورم، پروگرام اور سرگرمیوں میں شامل نہیں ہوسکتا۔

عوام الناس، تحریکی کارکنان اور تنظیمات کو مطلع کیا جاتا ہے کہ عبدالمنان وارثی کے جھوٹے عاملانہ پیری مریدی کے دعوؤں اور دوسرے ہتھکنڈوں سے محتاط رہیں اور اس سے کسی بھی قسم کا کوئی بھی لین دین نہ کریں۔ بصورت دیگر ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔ (منجانب: ادارہ)

# ﴿ جادو ٹونہ کا علاج ﴾

اگر کسی پر جادو ٹونہ کے ابتدائی اثرات ہوں یا آسیب، جن کا سایہ ہو جس کے باعث وہ کسی بیماری میں مبتلا ہو جائے، میاں بیوی کے درمیان تفرقہ، گھر میں جھگڑا، شر اور فتنہ و فساد کا ماحول پیدا ہو جائے یا دیگر گھریلو یا کاروباری پریشانیاں لاحق ہو جائیں تو اس سے نجات کے لئے درج ذیل وظیفہ نہایت مفید اور مؤثر ہے:

**سورة الفاتحہ:**

اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ○﴾ (الفاتحہ، ۱:۱۔۷)

اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ ﴿الٓمّٓ، ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○﴾ (البقرة، ۲:۱۔۵)

اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ ﴿وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ ط وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ط فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ ط وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللهِ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ط وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ط لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرة، ۲:۱۰۲) (شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، الفیوضات المحمدیہ، ص ۴۱۱، ۴۱۲)

# گلدستہ

مرتبہ: نازیہ عبدالستار

## حضرت علیؓ کے فرمودات

جب تک چار صفات قائم رہیں گی دین و دنیا قائم رہیں گے۔ مالداروں اپنی دولت خرچ کرنے میں بخل نہ کرنا، علماء کا اپنے علم پر عمل کرتے رہنا جاہلوں کا اپنی جہالت تسلیم کرلینا اور فقیروں اور درویشوں کا اپنی آخرت کو دنیا کے عوض نہ بیچنا۔

غصہ کے وقت معاف کردینا، تنگی کے باوجود سخاوت کرنا، تنہائی میں بھی پاکدامن رہنا اور اس شخص کے سامنے حق بات بولنا جس سے کچھ طمع یا خوف ہو نہایت مشکل کام ہیں اور جس کو یہ صفات حاصل ہوگئیں وہ خوش نصیب ہے۔ اگر پانچ خصلتیں نہ ہوتیں تو سب انسان نیک بن جاتے۔ جہالت پر اطمینان، دنیا کی حرص، بخل، ریاکاری اور اپنی عقل پر بھروسہ۔

آپ کے خوش نصیب ہونے کی یہ پانچ باتیں ہیں: اس کی بیوی اس کے موافق ہو، اس کی اولاد نیک ہو، اس کے دوست متقی ہوں، اس کا ہمسایہ نیک ہو اور اس کی روزی اپنے شہر میں ہو۔

## اہل اللہ کے اقوال زریں

۱۔ آدمیوں میں وہ درویش ذلیل ترین ہے جو امیر لوگوں کی چاپلوسی کرے۔ (عبداللہ احمد مغربی)

۲۔ عبداللہ احمد مغربی کے چار فرزند تھے، سب کو کام کاج سکھایا تاکہ دوستوں کو یہ کہہ کر جتاتے نہ رہیں کہ ہم فلاں بڑے آدمی کے بیٹے ہیں، آپ اکثر فرماتے تھے کہ اپنے بچوں کو روزی کمانے کے لئے کام کاج ضرور سکھاؤ۔

۳۔ سب سے بزرگ شخص وہ ہے جو خلقت کے ساتھ تواضع سے پیش آئے۔ (عبداللہ احمد مغربی)

۴۔ زیادہ عقل مفید ہے، اگر نہ ہو تو حسن ادب، اگر یہ نہ ہو تو مہربان دوست یہ بھی نہ ہو تو ہمیشہ خاموشی اور اگر یہ بھی نہ ہو تو جلدی موت۔ (حضرت عبداللہ بن مبارک)

۵۔ تمام اعمال کر رہبر علم ہے اور تمام علوم کا رہبر اللہ کا فضل ہے۔ (حضرت عبداللہ بن مبارک)

۶۔ اگر کسی مفید کام کو سرانجام دینے کے لئے مکروفریب استعمال کیا جائے تو اس کا نفع موثر نہیں ہوتا بلکہ ذلت نتیجہ ہوتا ہے۔

۷۔ علم کے تین حروف ہیں، جاننا، کام کرنا اور دونوں میں حق کو ہمیشہ ذہن نشین رکھنا۔ (حضرت محمد فضیل)

## بیماریوں کا علاج طب نبویؐ کی روشنی میں

### ۱۔ جوڑوں کے درد کا علاج

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انجیر کھاؤ کیونکہ یہ بواسیر کو ختم کرتا ہے اور جوڑوں کے درد میں مفید ہے۔ (کنزالاعمال)

### ۲۔ دل کی کمزوری کا علاج

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ سنترہ استعمال کرو کیونکہ یہ دل کو مضبوط بناتا ہے۔ (کنزالاعمال)

## ۳۔ زخم کا علاج

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بھی کبھی کوئی کانٹا چبھتا یا زخم ہوتا تو (آپ) مہندی کا استعمال فرماتے۔ (ابن ماجہ)

## ۴۔ بخار کا علاج

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کو جب بخار آئے سحری کے وقت ٹھنڈا پانی (اس کے بدن پر) تین رات تک چھڑکا جائے۔ (مستدرک)

## ۵۔ معدہ کی صفائی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انار کو اس کے اندرونی چھلکے سمیت کھاؤ کیونکہ یہ معدہ کی صفائی کرتا ہے۔)

## ۶۔ پیٹ کے کیڑوں کا علاج

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہار منہ کھجوریں کھایا کرو، کیونکہ اس سے پیٹ کے کیڑے مرجاتے ہیں۔ (مسند فردوس)

## ۷۔ گردے کی بیماریوں کا علاج

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلو کے درد کا سبب گردے کی نس ہے جب وہ حرکت کرتی ہے تو انسان کو درد ہوتی ہے اس کا علاج گرم پانی اور شہید سے کرو۔ (مستدرک حاکم)

# بوہری مصالحہ بریانی

### اجزاء

چاول ایک کلو		گوشت ڈیڑھ کلو
پیاز چار عدد		دہی آدھا کلو
گھی 3/4 کپ
لال مرچ پاؤڈر ڈیڑھ کھانے کا چمچ
لہسن ادرک کا پیسٹ چار چائے کے چمچے
ثابت کالی مرچ ایک چائے کا چمچہ
زردہ رنگ ایک چٹکی		آلو بخارہ ایک چھٹانک
جائفل، باوتری، سبز الائچی ایک چائے کا چمچ
لونگ دس عدد		ثابت، سفید زیدہ تھوڑا سا
پودینہ ایک گھٹی		ہرا دھنیا ایک پیالی
کیوڑہ دو قطرے		سوکھا دھنیا دو چائے کے چمچ
ہری مرچ دس عدد		ٹماٹر پانچ عدد
تیل ایک کپ		نمک حسب ذائقہ
ہلدی پاؤڈر چائے کا چمچ

### ترکیب

بریانی بنانے کے لئے سب سے پہلے تیل گرم کریں اور پیاز براؤن کر کے نکال لیں اس کے بعد گھی گرم کریں اور اس میں گوشت ڈال کر تھوڑا سا فرائی کر لیں اس میں لہسن، ادرک کا پیسٹ ڈال دیں، نمک، ہلدی، سوکھا دھنیا مرچ پانچ لونگ ڈال دیں۔ ثابت کالی مرچ بھی ڈال دیں۔ فرائی کی ہوئی پیاز کو دہی کے ساتھ گرائنڈ کرلیں، دہی میں ہلدی شامل کردیں اور گوشت میں ڈال کر پندرہ منٹ تک بھون لیں۔ اس کے بعد ہری مرچ، ٹماٹر، جائفل، جاوتری، الائچی ڈال کر آگ بند کردیں۔

اس کے بعد الگ الائچی میں پانی ڈال لیں۔ اس میں لونگ، زیرہ اور نمک ڈال کر ابال لیں۔ ایک ابال کے بعد چاول ڈال دیں۔ تین ابال آنے کے بعد ان کو چھان لیں سالن میں ایک کپ پانی ڈال کر اوپر چاول ڈال دیں۔ پانچ منٹ تک تیز آنچ پر رکھ دیں۔ بعد میں دھیمی آنچ پر پکائیں۔ اوپر سے فرائی کی ہوئی پیاز ڈال کر سرو کریں۔

# تحریک منہاج القرآن اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں

منہاج القرآن ویمن لیگ نے اپنی تنظیمات کی استعداد کار میں اضافہ ان سے مضبوط رابطے کی بحالی اور فالو اپ کے لئے جہاں ان کے علاقہ جات میں وزٹس کئے ہیں وہیں تنظیمات کو مرکز پر میٹنگ کے لئے بلانے کی روایت کا آغاز کیا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے فیصل آباد، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، تلہ گنگ، مریدکے، ڈسکہ اور لاہور کی تنظیمات کو مرکز پر بلاکر ان سے میٹنگز کی گئیں۔ جن میں تنظیمات نے سہ ماہی کارکردگی رپورٹ پیش کی اور اپنے علاقہ جات کے حالات و مسائل بھی ڈسکس کئے۔

## منہاج القرآن ویمن لیگ کے دورہ جات

منہاج القرآن ویمن لیگ کی مرکزی ناظمہ محترمہ افنان بابر مرکزی ناظمہ تنظیمات محترمہ انیلا الیاس نے بسلسلہ تنظیم سازی گوجرہ اور کمالیہ کا وزٹ کیا۔ اس وزٹ کا مقصد انقلابی جدوجہد میں بے مثال کردار ادا کرنے والی ورکرز کی حوصلہ افزائی اور تنظیم نو تھا۔ تینوں اضلاع میں بھرپور میٹنگز ہوئیں جس میں مرکزی ذمہ داران نے تنظیمات کو آئندہ کا لائحہ عمل دیا۔

محترمہ افنان بابر نے کہا MWL کی کارکنان ملک بھر میں اسلامی اقدار و روایات کے فروغ اور معاشرے کی اصلاح و تربیت کی امین ہیں اور وطن عزیز میں انسانی حقوق کی بحالی کی عظیم جدوجہد میں جس طرح MWL کی کارکنان نے کردار ادا کیا وہ بے نظیر و مثال اور قابل تقلید ہے۔ محترمہ انیلہ الیاس نے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہر دور میں معاشرے کی اصلاح اور نسل نو کی تربیت میں خواتین کا کردار تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ MWL کی تنظیمات اپنے عظیم قائد کے ساتھ اس فریضے کی ادائیگی میں مصروف ہیں اور یقیناً ہماری کاوشیں رنگ لائیں گی اور وطن عزیز امن و سلامتی کا گہوارہ بنے گا۔

## سال اول کی طالبات کا مرکزی سیکرٹریٹ کا دورہ

مورخہ 8 اکتوبر منہاج گرلز کالج سے سال اول کی طالبات نے اپنے ٹیچرز کے ہمراہ مرکزی سیکرٹریٹ کا وزٹ کیا جس میں محترمہ صائمہ حسنین، محترمہ آصفہ صفدر، محترمہ کلثوم طارق تھیں۔ مرکزی صدر محترمہ فرح ناز اور ان کی پوری ٹیم نے اس وفد کا پرتپاق خیر مقدم کیا۔ انہیں مرکز کے تمام شعبہ جات کا وزٹ کروایا۔ بعد ازاں کانفرنس ہال میں تمام طالبات کے لئے تحریک کے مقاصد پر مختصر تعارف دیا گیا۔ اس کے علاوہ اس وفد کے لئے

Refreshment کا اہتمام بھی کیا گیا۔نئی آنے والی طالبات کے مرکزی وزٹس کے لمحات کو یادگار بنانے کے لئے پھولوں کے تحائف بھی پیش کئے گئے۔اختتام پر گوشہ درود میں حاضری ہوئی۔وہاں بیٹھ کر آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں درود وسلام کا ہدیہ پیش کیا گیا اور اس وفد کو نیک تمناؤں کے ساتھ الوداع کیا گیا۔

## منہاج القرآن ویمن لیگ کی آئندہ پلاننگ

مورخہ 14 تا 16 ستمبر 2015ءمنہاج القرآن ویمن لیگ کی آئندہ پانچ سالہ پلاننگ کے لئے نائب ناظمِ اعلیٰ یوتھ اینڈ ویمن لیگ اور ایم ایس ایم افیئرز محترم تنویر احمد خان کی زیرنگرانی اجلاس منعقد کئے گئے جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے انتہائی اہمیت کے حامل تھے۔اس اجلاس میں منہاج القرآن ویمن لیگ،ممبران مجلس عاملہ، منہاج کالج برائے خواتین کی نمائندگان، لاہور تنظیم کے علاوہ باصلاحیت اور صاحب رائے خواتین نے شرکت کی جن کی تعداد کم وبیش 40 کے قریب تھی۔اس اجلاس میں مرکز پر مختلف عہدوں پر فائز رہنے والی سینئرز بالخصوص سابقہ صدر اور ناظمہ اور بیرون ملک بہنوں نے بھی بذریعہ ویڈیو کال شرکت کی جن کے نام درج ذیل ہیں:

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۔ڈاکٹر نوشابہ حمید | ۲۔محترمہ فرح ناز | ۳۔محترمہ عائشہ مبشر | ۴۔محترمہ انیلہ الیاس |
| ۵۔ محترمہ گلشن ارشاد | ۶۔محترمہ انعم ریاض | ۷۔محترمہ سعدیہ حفیظ | ۸۔محترمہ عائشہ قادری |
| ۹۔محترمہ اُم کلثوم قمر | ۱۰۔محترمہ ایمن یوسف | ۱۱۔محترمہ ڈاکٹر شاہدہ مغل | ۱۲۔محترمہ فریدہ سجاد |
| ۱۳۔محترمہ عائشہ شبیر | ۱۴۔محترمہ شبانہ ہاشمی | ۱۵۔محترمہ ثناء وحید | ۱۶۔محترمہ عطیہ بنین |
| ۱۷۔محترمہ آمنہ بتول | ۱۸۔محترمہ حمیرا ناز | ۱۹۔محترمہ عائشہ نسیم | |

جبکہ بیرون ممالک سے شریک ممبران میں درج ذیل ممبران نے شرکت کی۔

| | |
|---|---|
| ۱۔محترمہ فاطمہ مشہدی(uk) | ۲۔محترمہ سمیرا رفاقت(بیلجئیم) |
| ۳۔محترمہ مسرت بشیر(uk) | ۴۔محترمہ بشریٰ ریاض(سپین) |
| ۵۔محترمہ رابعہ عروج(آسٹریلیا) | ۶۔ محترمہ فوزیہ شفیق(سعودی عرب) |

درج ذیل اجلاس کے ایجنڈے پر بات کی گئی۔

۱۔ ویمن لیگ کی تنظیمی وانتظامی اور مالی صورت حال(مرکز تا فیلڈ) کا جائزہ

۲۔ دھرنے سے قبل دوران اور بعد ازاں کے حالات وتحفظات

۳۔ منہاج القرآن ویمن لیگ کے آئندہ منصوبہ جات اور سرگرمیاں

۴۔ ویمن لیگ کا سٹرکچر(مرکز فیلڈ) اور مشاورتی سطحیں

۵۔ MCW میں زیرتعلیم طالبات کیلئے دعوتی وتنظیمی تربیتی سرگرمیاں

## حکومت پولیو فری پاکستان کے حوالے سے اپنے اقدامات اور ترجیحات سے آگاہ کرے

منہاج القرآن ویمن لیگ کی صدر فرح ناز نے مرکزی سیکرٹریٹ تحریک منہاج القرآن میں خواتین عہدیداران کے ماہانہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ پولیو فری سرٹیفکیٹ کے بغیر پاکستانی شہریوں پر بین الاقوامی سفر کی پابندی شہریوں کی توہین اور ملک کی بدنامی ہے اور حکومت کو اپنی اس نالائقی کا ذرہ برابر احساس نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر پاکستان کو پولیو فری بنانے کے دعوے درست ہیں تو پھر ایک سال گزر جانے کے بعد بھی مانیٹرنگ بورڈ نے پاکستانی شہریوں پر سفری پابندیاں ختم کیوں کہیں نہیں کیں؟ حکومت کی نا اہلی اور نالائقی کی وجہ سے دنیا آج بھی پاکستان کو ایک پولیو زدہ ملک سمجھتی ہے اور حکومت نے اس سنگین نشاندہی کے باوجود اپنا انتظامی و جمہوری کردار ادا نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ ایک صحت مند اور توانا معاشرہ پروان چڑھانا حکمرانوں کی ترجیحات میں شامل ہوتا تو دنیا کو پاکستان کے متعلق پابندیوں جیسے ناپسندیدہ فیصلے نہ کرنے پڑتے۔ انہوں نے کہا کہ ہم حکومت سے مطالبہ کرتی ہیں کہ وہ پولیو فری پاکستان کے حوالے سے اپنے کردار اور اقدامات سے متعلق عوام کو آگاہ کریں اور پولیو فری سرٹیفکیٹ پیش کرنے کی پابندی ختم کروائے۔

علاوہ ازیں انہوں نے یہ بھی کہا کہ ملک وقوم کی ترقی کے لئے خواتین کو تعلیمی سہولیات دینا حکومت کی اولین ترجیح ہونی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ قائد عوامی تحریک ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے خواتین کی تعلیم و تربیت کے لئے جو اقدامات اٹھائے ہیں وہ نہ صرف قابل تحسین ہیں بلکہ قابل تقلید ہیں۔ ان کا آئندہ کا خواب اس قوم کو 100 علی گڑھ دینا ہے۔

## علامہ اقبالؒ کے بیٹے جسٹس (ر) جاوید اقبال انتقال کر گئے

شاعر مشرق علامہ اقبال کے صاحبزادے جسٹس (ر) جاوید اقبال حرکت قلب بند ہونے کے باعث انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے بیرون ملک سے اپنے ایک خصوصی انٹرویو میں مرحوم ومغفور کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے نہایت گہرے دکھ اور غم کا اظہار کیا۔ شیخ الاسلام کی ہدایت پر ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن محترم خرم نواز گنڈا پور نے مرکزی قائدین تحریک کے ساتھ مرحوم کے جنازے میں شرکت فرمائی اور شیخ الاسلام کا خصوصی تعزیتی پیغام پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم ومغفور کو جنت الفردوس میں مقام اعلیٰ عطا فرمائے اور ان کی اہلیہ محترمہ جسٹس (ر) ناصرہ جاوید اقبال اور ان کے بیٹے محترم ولید اقبال کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ (منجانب: ادارہ دختران اسلام)

## اہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام اور شہادتِ امام حسین علیہ السلام پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصانیف

## شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کے علمی و عملی، اخلاقی و روحانی، تعلیمی و سائنسی، فقہی و قانونی، انقلابی اور فکری و عصری موضوعات پر

**450** سے زائد کتب دستیاب ہیں

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
LAHORE
Regd CPL No.45